Title – Kutub Khana Iskandariya.

Creator – Shibli Nemani

Publisher – Matba Mufeed Aam (Agra).

Date – 1894

Pages – 76

Subjects – Kutub Khane – Iskandariya.

مضمون

کتب خانۂ اسکندریہ

پر

ف ہی مین اصول روایت ودرایت سے قطعی طور پر یہ بات ثابت کیگئی ہی کہ کتب خانۂ اسکندریہ
وک کے جلانیکا الزام جو مسلمانون پر لگایا جاتا ہی محض غلط ہی — اس مضمون مین
علاوہ انگریز مورخون کے جرمن و فرانس کے مشہور اور مستند مصنفون کے
وال سے استناد کیا گیا ہی اور جن وجوہ سے ابتک ممالک یورپ مین
یہ غلطی چلی آتی تھی اونکی حقیقت علانیہ ظاہر کر دی گئی ہی —

مرتبہ

شبلی نعمانی

مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ باہتمام منشی قادر علیخان صوفی

۱۸۹۲ عیسوی

یورپ کی علمی اور تمدنی ترقی کی ابتدا اسی زمانہ سے ہوئی۔
زمانہ مین یورپ مین مسلمانون کے متعلق عجیب عجیب روایتین پیدا ہوگئین اور واقعات
لحاظ سے ایسا ہونا ضرور تھا۔ اس زمانہ مین مسلمانون کے مذہب۔ قومیت
تمدن۔ کے متعلق یورپ مین جو غلط اور بیسر و پا روایتین پیدا ہوئین وہ رفتہ رفتہ
اصول ثابت بنگئین کہ ضرب المثل کے طور پر عام و خاص کی زبانون پر جاری ہوگئین
بلا نیک تصنیف و تالیف کا زمانہ شروع ہوا۔ تو تاریخون۔ حکایتون۔ ناولون۔ بلکہ فلسفہ
انگریزی کی کتابون مین بھی کثرت سے اونکا استعمال ہونے لگا۔ راجر بیکن جو یورپ مین فلسفہ حال کا
بانی سمجھا جاتا ہے اوسنے مضامین کا ایک مجموعہ لکھا ہے جسکا نام Bacon's Essays
ہے۔ اون مضمون مین جرأت اور دلیری کی مثال مین لکھتا ہے کہ محمدؐ ایک دن لوگون کو اپنی نبوت کا
قائل کرتے ہوئے تھے۔ چنانچہ حاضرین سے کہا کہ اوس پہاڑ کے پاس جاؤ اور اوس سے کہو کہ تجھکو محمدؐ نے
بلایا ہے۔ لوگ گئے اور یہہ پیغام سنایا۔ لیکن پہاڑ اپنی جگہہ سے کیونکر حرکت کرسکتا
تھا۔ محمدؐ نے یہہ دیکھکر بجاے اسکے کہ شرمندہ ہوتے نہایت اطمینان اور جرأت سے کہا
کہ کچھ پرواہ نہین۔ اگر پہاڑ محمدؐ کے پاس نہین آتا تو محمدؐ خود پہاڑ کے پاس جاسکتا ہے۔
بیکن بہت بڑا مورخ نہ تھا اور نہ اپنے خیال مین یہہ واقعہ اوسنے آنحضرتؐ کی تحقیر کی غرض
سے لکھا ہے۔ بلکہ جرأت اور حوصلہ مندی کی تعریف کرتے کرتے یہہ مثال پیش کی ہے۔ لیکن
خاص و عام زمانہ مین اس قسم کی روایتین یورپ کی آب و ہوا مین سرایت کرگئی تھین اس لئے
سب بے تکلف اصول موضوعہ کے طور پر اونکو استعمال کرتے تھے اور صحیح سمجھتے تھے
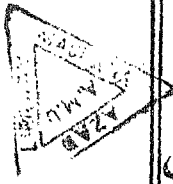
سو ڈیڑہ سو برس سے یورپ زیادہ تحقیقات پر مائل ہوا ہی اور اس قسم کی
غلطی روز بروز کہلتی جاتی ہی یہان تک کہ یورپ کے نامور مورخ ان روایتونکی نسبت
کرتے جاتے ہین کہ وہ یورپ کیلیے شرم کی باعث ہین - مسٹر کارلایل اپنی کتاب
وہی ہیروز مین لکہتے ہین کہ "جو جہوٹ باتین دور اندیش اور مذہبی سرگرمی
آدمیون نے اوس انسان (یعنی محمد صلعم) کی نسبت قائم کی تہین اب وہ الٹی
روسیاہی کے باعث ہین" کارلایل صاحب نے یہہ لکچر چونکہ خاص رسول ال
نسبت لکہا ہی اسلیے رسول اللہ کی تخصیص کی ورنہ یورپ مین اس قسم کی جہ
عام طور پر اسلام اور تاریخ اسلام کے متعلق شائع تہین - موجودہ تحقیقات سے
غلطیون کو کم کر دیا ہی لیکن بالکل مٹا نہین دیا ہی کیونکہ جو واقعات اس وسعت
قوم مین پہیل گئے تہے اونکی تحقیق پر مائل ہونا صرف اون لوگون کا کام ہی جنکی
عام اجماع اور جمہوریت کا بوجہہ دبا نہین سکتا ہی وقلیل ما ہم -
اسکے علاوہ ایک خاص سبب یہہ ہی کہ ہر قوم مین محققین کا دائرہ جمہور سے
ہوتا ہی اور اگرچہ اعتبار کے قابل صرف وہ واقعات ہوتے ہین جنکو محققین
تحقیق کے بعد تسلیم کیا ہو لیکن اونکی تحقیقات ایک خاص دائرہ تک محدود
عام لوگون مین اور عام تصنیفات مین اون کو رواج نہین ہوتا یورپ مین جو نامو
اکثر اون بیہودہ روایتون کو غلط تسلیم کرتے جاتے ہین جو اسلامی واقعات
وہان پیدا ہو گئی تہین - چنانچہ گبن - کارلایل گاڈفری ہگنز - باسورتہہ

...و۔ وغیرہ نے عموماً ان واقعات سے صاف انکار کیا ہی۔ لیکن عام تصنیفات
...م روایتون مین ان غلطیون کا زور اب بہی کم نہین ہوا۔
...سی قسم کے واقعات مین اسکندریہ کے کتب خانہ کے جلائے جانیکا واقعہ بہی
...س واقعہ کو یورپ نے جس بلند آہنگی سے مشہور کیا ہی حقیقت مین وہ نہایت تعجب انگیز
...تاریخین۔ ناولین۔ حکایتین۔ مثلین۔ افسانے۔ قصہ طلب حوالے روزمرہ کے
...ن صدا ہے۔ ایک ... پیپر بہی اس صدا سے خالی نہین ... ادب اور لٹریچر کا تو کیا ذکر ہی منطق
...ہ جلانیکا قصہ بہی اوسکے اثر سے محروم نہ رہے ... سال کلکتہ یونیورسٹی کے سوالات امتحان
...ہ انگریزی اے پرچہ علم منطق) مین یہ سوال ... دیل کے مغالطہ کو حل کرو یعنی کتابین اگر قرآن
...سے موافق ہین تو اونکی کوئی ضرورت نہین اور مخالف ہین تو اونکو برباد کردینا چاہیئے۔

یہہ امر بہی قابل لحاظ ہی کہ یورپ کو کتب خانہ اسکندریہ کے ساتھہ اسقدر ہمدردی
...یون ہی؟۔ یہہ مسلم ہی کہ جس کتب خانہ کی نسبت بحث ہی عیسائیون سے اوسکو کچھہ واسطہ
...نہین ... بادشاہان مصر نے قائم کیا تہا جو بت پرست تہے اور حضرت عیسیٰ سے
...ت پہلے تہے۔ شاید یہہ کہا جائے کہ یہہ یورپ کی عام قدردانی اور ہمدردی کا
اثر ہی۔ لیکن اس حالت مین اسکندریہ کی تخصیص کی کیا ... انہی ممالک مین اور بہی
بہت بڑے بڑے کتب خانے برباد ہوے اور ... غل کہان ہوا
...اسکندر نے ایران کے کتب خانے جو برباد کیئے اونکی تشہیر کسنے کی؟۔ اسپین مین
...ماصو عیسائیون نے مسلمانون کی تمام علمی یادگارون کو مٹا دیا اور کئی لاکھہ کتابین

یعنی ۱۸۸۲ء

برباد کردین؟ کسنے اسکا ماتم کیا؟ - پہر کتب خانۂ اسکندریہ کے ساتہہ یہہ خاص ...

کیون ہی؟ -

حقیقت یہہ ہی (جیسا کہ ہم آگے چلکر ثابت کرینگے) کہ اس کتب خانے کو ... عیسائیون نے برباد کیا تہا اور بڑے بڑے پیشوایان مذہب اوسکی بربادی ... تہے - اوس وقت تو یہہ امر فخر کا باعث تہا لیکن جب کسی قدر تہذیب و شایستگی ... آیا تو یورپ نے دیکہا کہ اوسکے دامن پر یہہ بہت بڑا بدنما داغ ہی اوسکے مٹانے ... سوائے اور کوئی تدبیر نہ تہی کہ یہہ الزام کسی دوسری قوم کے سر منڈہا جاوے مسلمانون ... جب مصر و اسکندریہ فتح کیا تو کتب خانۂ مذکور کا وہان نام و نشان نہ تہا متعصب عیسائیون ... اس گم شدگی کو فاتحان اسلام کیطرف منسوب کر دیا اور چونکہ اوس زمانے مین تمام یورپ ... تعصب سے لبریز تہا اور کسی قسم کی علمی ترقی کا اثر نہ تہا اس لیئے کسی نے غور و تحقیق کی پروا نہ کی اور نہایت تیزی سے یہہ روایت تمام یورپ مین پہیل گئی - یورپ نے اس ہمدردی سے اس واقعہ کا ماتم کیا کہ گویا وہ اونہی کا خاص کتب خانہ تہا - چنانچہ عوام ... آج تک یہی خیال ہی - اس عام شہرت نے یہہ بڑا فائدہ دیا کہ عیسائیون کیطرف اس الزام کے منسوب کرنیکا کسی کو خیال بہی نہ آیا - کیونکہ ظاہراً یہہ ایک بدیہی بات ہی کہ کوئی قوم اپنا سرمایہ آپ نہین برباد کر سکتی -

اب اس فرضی واقعے کو جسکی صدا سے کسی زمانے مین تمام یورپ گونج رہا تہا تحقیق کرو کہ اسکی اصل کیا ہی - افسوس کچہہ بہی نہین!!! لیکن یہان ایک سوال خود بخود پیدا

ہوتا ہی کہ ایک فرضی واقعہ کا اتنی مدت تک تمام ممالک یورپ مین اس طرح مشہور
و مسلم رہنا کیونکر ممکن ہی؟ - یہ سوال بظاہر مشکل ہی لیکن اوسکا جواب بہت آسان ہی
یورپ کے عہد ظلمت تک تو اس شہرت پر کچھہ تعجب نہین اوس وقت ایسی اور بہی سیکڑون
بیہودہ روایتین شائع تہین اور عموماً تسلیم کیجاتی تہین جیسا کہ ہم اس مضمون کے شروع
مین لکھہ آئے ہین - تہذیب و ترقی کے زمانے سے البتہ بحثین شروع ہوئین اور
بڑے بڑے نامور مصنفین نے اسکی صحت سے انکار کیا - البتہ یہ تعجب ہی کہ اب
بہی کچھہ لوگ اسکی صحت کے قائل ہین حالانکہ اوسکے بطلان کا قطعی فیصلہ ہو جانا
چاہیئے تہا -

لیکن اسکی دو وجہین ہین اول تو یہ کہ تہذیب و ترقی کے زمانے مین بہی جاہلیت
کے آثار بالکل فنا نہین ہو جاتے اور نہ ایسا ہونا ممکن ہی - دوسری بڑی وجہ یہ ہی
کہ تاریخی واقعات کے متعلق یورپ کا جو طرز بحث ہی وہ (اکثر) کسی پہلو کا قطعی فیصلہ
نہین ہونے دیتا - اصل روایت کو چہوڑ کر درایت و قیاسات پر بحثین شروع ہو جاتی
ہین اور بہت سی فروعی باتین بحث طلب قرار پا جاتی ہین - رفتہ رفتہ ایک بڑا
سلسلہ تیار ہو جاتا ہی اور اصل بحث غیر منفصل رہ جاتی ہی - اس مسئلہ مین بہی ایسا
ہوا چنانچہ اسکی تفصیل آگے آتی ہی -

یورپ مین ایک مدت سے یہ مسئلہ زیر بحث ہی اور اکثر مصنفون نے اوسکے
متعلق مستقل مضامین لکھے مسلمانون کے متعلق جو عام تاریخین لکھی گئی ہین اون مین

اورمنین بہی اکثر اسکا ذکر آجاتا ہی اور مصنفین اس روایت کی نقل کرنیکے بعد اپنی خاص
رائے (موافق یا مخالف) بیان کرتے ہین - اس قسم کی جسقدر تحریرین ہماری نظر سے
گذرین اجمالاً اونکا ذکر کرنا مناسب ہوگا کیونکہ ہمارے مضمون مین اکثر جابجا اونکے حوالے
آئینگے - اسی لحاظ سے ہم ان کتابون کے مقامات بقید صفحات و اڈیشن لکھتے ہین -
سب سے پہلے مسٹر گبن نے جو ۱۷۹۴ع مین فوت ہوا اس واقعے سے انکار کیا
اور اپنی تاریخ روم کا میا ئیر حصہ مسلمانان فتح اسکندریہ کے بیان مین اسکے متعلق مختصر
مگر محققانہ ریمارک کیا -

پروفیسر وائٹ نے اسکے ثبوت مین ایک مفصّل آرٹکل لکھا - (دیکھو)

Aegyptiaca or Observation on certain antiquities of Egypt by J. White D.D. Professor of Arabic in the University of Oxford 1801

Successors of Mohamad by Washington Irving Page 113 Printed by Bell & Sons London. واشنگٹن اِرونگ

(The Saracens Second Edition Page 254 Story of nation Series edited 1889.) آرتھر گلمین ایم - اے

(History of Arabia, Ancient and Modern Vol. I Page 393 by Andrew Crichton.) مسٹر کریچٹن

History of the Conflict between religion and science 20th Edition London 1887 Page 104 & 103 By Draper L.L.D. Professor Newyark College America. ڈریپر

اسپکٹیٹر جو لنڈن کا مشہور اخبار ہی اوسمین متعدد مباحثے اسکے متعلق شایع ہوے جنمین سے بعض موافق تہے اور بعض مخالف

(دیکہو اسپکٹیٹر پرچہاے ۲ جون ۱۸۸۹ء اور ۲۳ جون ۱۸۸۹ء)

برٹش انسایکلوپیڈیا ذکر اسکندریہ -

میسو سیدیوسے جو فرانس کا مشہور عالم ہی اور جسنے اسلام کی نہایت جامع اور مفید تاریخ لکہی ہی اسپر مورخانہ نکتہ چینی کی (دیکہو *Histoire Generale Des Arabes Par L. A Sedillot Tom I Paris 1877 P. 155*

پروفیسر ڈساسی فرانس کے مشہور عربی دان نے اس واقعہ کے متعلق مفصل بحث لکہی (دیکہو پروفیسر ڈساسی *Desacy* کا ترجمہ و نوٹ کتاب عبداللطیف بغدادی مطبوعہ پیرس ۱۸۱۰ء صفحہ ۲۴۰ -

سب سے زیادہ جامع اور مفصل وہ آرٹکل ہی جو مسٹر کریل جرمنی نے اورینٹل کانفرنس مین پیش کیا - یورپ مین دس پندرہ برس سے ایک کانگریس قائم ہی جسکا مقصد یہہ ہی کہ ایشیا کی تاریخ کے متعلق نادر اور مفید تحقیقات بہم پہونچاوے - اس کانگریس کا چوتہا اجلاس ستمبر ۱۸۷۸ء مین بمقام فلارنس منعقد ہوا تہا - اوسکے ایک اجلاس مین مسٹر کریل نے جو جرمن کے مشہور عربی دان عالم ہین اس بحث پر جرمن زبان مین ایک رسالہ پیش کیا جو کانگریس کی رپورٹ کے ساتہہ شایع ہوا ہی - چنانچہ اوس رسالہ کا ترجمہ بعینہٖ اس مضمون کے اخیر مین ضمیمہ کے طور پر شامل ہی -

اس مقام پر مجھکو یہہ بھی ظاہر کر دینا ضرور ہی کہ مسٹر گبرئیل کے مضمون کا ترجمہ میری درخواست کے موافق میرے معزز دوست ۔ نہین بلکہ میرے مخدوم شمس العلما مولانا سید علی بلگرامی جیالوجسٹ ۔ بی ۔ اے ۔ بی ایل ۔ انسپکٹر جنرل معدنیات حیدرآباد دکن نے کیا ہی جو واقفیت السنہ مختلفہ کے لحاظ سے ہمارے زمانے کے فارابی و کندی ہین ۔ فرنچ تصنیفات کے متعلق مجھکو مجبوراً اکثر پڑتا ہی کہ مین نے ٹوٹی پھوٹی فرنچ سیکھ لی ہی اور اسلیئے اوس سے متمتع ہونا میرے لیئے چندان دشوار نہ تھا ۔

مقدم اور ضروری بحث

اس روایت کے متعلق سب سے مقدم اور ضروری بحث یہہ ہی کہ اوسکا اصلی مخرج یورپین تاریخین ہین یا عربی تاریخین ؟ یہہ سوال اگرچہ نہایت ضروری اور سہل ہی لیکن بحث طلب نہین ۔ کیونکہ مخالف و موافق دونون نے اس سوال کا یکسان جواب دیا ہی ۔ یورپ کے عام مورخین موافق ہون یا مخالف اس سے انکار نہین کرتے کہ اونکے پاس اس روایت کا کوئی مخرج نہین ہی اور وہ اس مرحلہ مین صرف عربی تاریخون کے دست نگر ہین ۔ لیکن اسبات کے ثابت کرنے سے پہلے ہم بتانا چاہتے ہین کہ یورپ مین یہہ قصہ کیونکر مشہور ہوا اور کس ذریعہ سے ۔

یورپ مین اول اول اس واقعہ کو ابو الفرج نے مشہور کیا ۔

سب سے پہلے جسنے یورپ مین اس واقعہ کو مشہور کیا وہ ابو الفرج ہی ۔ اسکی مختصر لایف یہہ ہی کہ وہ ایک یہودی طبیب ہارون نامی کا بیٹا تھا ۔ اور شہر ملیطہ مین سنہ ۱۲۲۶ء مین پیدا ہوا ۔ چونکہ اسکا باپ ترک مذہب کر کے عیسائی ہو چکا تھا اسلیئے ابو الفرج نے شروع ہی سے عیسائی مذہب کی تعلیم پائی ۔ اوسنے اپنے مذہبی علوم کے علاوہ عربی ۔ سریانی زبان مین نہایت کمال پیدا کیا اور اپنی لیاقت کی وجہ سے اکیس ہی سال کی عمر مین گویا کا بشپ مقرر ہوا

ابوالفرج کی مختصر تاریخ

اور رفتہ رفتہ ما فریان کے درجہ تک ترقی کی جسکے بعد صرف بطریق پیٹریارک کا رتبہ باقی رہجاتا ہی
ابوالفرج نے سُریانی زبان مین ایک نہایت بسیط تاریخ لکھی جسکا ماخذ۔ سریانی۔ عربی۔ فارسی
اور یونانی کتابین تہین۔ اس بڑی کتاب کا اوسنے عربی زبان مین ایک خلاصہ لکھا جسکا نام
مختصر الدول ہی اور جسکو ڈاکٹر پوکاک پروفیسر اکسفورڈ کالج نے ۱۶۶۳ء مین لاٹن ترجمہ کے
ساتھہ چھاپا۔ اس خلاصے کے مختلف نسخے ہین اور سب ناکامل ہین اور بعض واقعات اصل
سُریانی کتاب سے زائد ہین۔ یہہ امر مشتبہ ہی کہ یہہ زائد واقعات خود ابوالفرج نے بڑہاتے یا
کسی اور نے الحاق کیئے۔

یہی خلاصہ ہی جسمین سب سے اول اسکندریہ کے کتبخانے جلائے جانیکے واقعہ کا ذکر کیا گیا
ہی اور اسی کے لاٹن ترجمہ کے ذریعہ سے تمام یورپ مین یہ روایت پہنچی۔ مسٹر گبن اپنی تاریخ مین
لکھتے ہین کہ جب سے ابوالفرج کی تاریخ لیٹن مین ترجمہ ہوکر دنیا مین شائع ہوئی یہہ قصہ باربار
منقول ہوا ہی" واشنگٹن ارونگ وار تھر گلیین ایم اے وسٹر کرچٹن اور بہت سے یورپین
مصنفین نے صاف تصریح کی ہی کہ یورپ مین یہ روایت ابوالفرج کے ذریعہ سے پہونچی۔
یہہ زمانہ یورپ کی نہایت تعصب اور جہالت کا زمانہ تہا اور اسلیئے وہان مسلمانون کے متعلق
تمام اس قسم کی روایتین صحیح ہون یا غلط فوراً قبول کرلیجاتی تہین جنسے مسلمانونکی نسبت
نفرت انگیز خیالات پیدا ہون۔ غرض یورپ کے ہر حصہ مین یہہ واقعہ مشہور ہوگیا اور نہایت
تیزی سے وہ یورپین لٹریچر کا عنصر بنگیا۔ اس واقعہ کو جس عبارت مین ابوالفرج[1] نے لکھا ہی

[1] دیکھو تاریخ مختصر الدول مصنفہ ابوالفرج مطبوعہ لندن ۱۶۶۳ء صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱۔

اوسکا لفظی ترجمہ یہہ ہی۔

"اور اس زمانہ مین عربون مین یحیی نحوی جو ہماری زبان مین غرماطیقوس کے لقب سے ملقب ہی مشہور ہوا۔ وہ اسکندریہ کا رہنے والا تہا اور یعقوبی عیسائیون کا عقیدہ رکہتا تہا اور ساوری کے عقیدہ کی تائید کرتا تہا۔ پہر عیسائیون کے عقیدہ تثلیث سے منکر ہوا۔ اسپر مصر مین تمام پادری جمع ہوے اور اوس سے درخواست کی کہ اس عقیدہ سے باز آئے اوسنے نہ مانا۔ اسپر پادریون نے اوسکا رتبہ گہٹا دیا۔ وہ بہت دنون تک زندہ رہا۔ یہانتک کہ عمرو بن العاص نے اسکندریہ کو فتح کیا۔ وہ عمرو کے پاس حاضر ہوا عمرو اوسکی لیاقت سے واقف ہوچکا تہا اسلیئے اوسنے اوسکی بہت عزت کی اور اوس سے وہ فلسفیانہ بحثین سنین جس سے اہل عرب کبہی آشنا نہ تہے۔ عمرو کے دل پر اون بحثون نے بہت اثر کیا اور وہ اوسپر فریفتہ ہوگیا۔ عمرو عاقل۔ خوش فہم۔ صحیح الفکر شخص تہا اسلیئے اوسنے یحیی کی صحبت کو لازم پکڑ لیا اور اوسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرتا تہا۔

ابوالفرج کی اصل عبارت کا ترجمہ

ایک دن یحیی نے عمرو سے کہا کہ اسکندریہ کے تمام قسم کی چیزون پر آپ قابض ہین سو جو چیزین کہ آپکے کام کی ہین مین اونسے تعرض کرنا نہین چاہتا لیکن جو چیزین آپکے کام کی نہین اونکے تو ہمین لوگ زیادہ مستحق ہین۔ عمرو نے کہا تمکو کیا درکار ہی۔ یحیی نے کہا فلسفہ کی وہ کتابین جو شاہی کتب خانون مین ہین۔ عمرو نے کہا اس امر کی نسبت مین امیر المومنین عمر بن الخطاب کی اجازت کے بغیر کوئی حکم نہین دیسکتا۔ عمرو نے یحیی کی درخواست کی اطلاع عمر بن الخطاب کو دی۔ وہان سے جواب آیا کہ "جن کتابون کا تمنے ذکر کیا ہی اگر وہ خدا کی کتاب کے موافق ہین تو خدا کی کتاب کے ہوتے اونکی کوئی ضرورت نہین اور اگر اونکے مضامین۔ خدا کی کتاب کے مخالف ہین تو تم اونکو برباد کرنا شروع کرو"۔ عمرو بن العاص نے اون کتابونکو

اسکندریہ کے حمامون مین تقسیم کرنا اور اونکو جلوانا شروع کیا۔ پس وہ چھہ مہینے کی مدت مین جلکر تمام ہوین۔ سو جو کچھہ ہوا اوسکو سنو اور تعجب کرو۔"

سب سے پہلے گبن نے اس واقعہ سے انکار کیا۔

یہہ واقعہ اسی طرح برابر تسلیم ہوتا آتا تہا اور کسیکو اوسکی نسبت تحقیق و تفتیش کا خیال تک نہ آیا۔ سب سے پہلے مشہور مورخ گبن نے جو تاریخ کے طرز خاص کا بانی ہی۔ اس واقعہ کو تحقیق کی نگاہ سے دیکھا اور لکھا کہ مین اس واقعہ کی اصلیت اور اوسکے نتائج دونون کے انکار کیطرف مائل ہون"۔ گبن نے اپنے انکار کی مختلف وجہین قائم کین جنمین سے ایک یہہ ہی کہ ابو الفرج واقعہ مبحوث فیہ سے پانسو برس بعد پیدا ہوا اور اوسکے سوا کسی اور مورخ حتی کہ خود عیسائی مورخون نے اس واقعہ کا کہین ذکر نہین کیا۔ اسلیے ابو الفرج کی شہادت کیونکر معتبر ہوسکتی ہی گبن کے اس انکار کے بعد یورپ خواب غفلت سے چونکا اور متعدد علما اوسکی تحقیق مین مصروف ہوے۔ اگرچہ گبن کے بعد اس واقعہ کے متعلق دو فریق موافق و مخالف قائم ہوگئے لیکن چونکہ اسقدر عموماً مسلم تہا کہ پہلی صدی ہجری مین اسلام کے متعلق یورپ مین کوئی تصنیف نہین لکھی گئی اور یہی وجہ ہی کہ آنحضرت اور خلفاے راشدین کے حالات مین آج تک یورپ مین جسقدر تاریخین لکھی گئین یا لکھی جارہی ہین عموماً اسلامی تصنیفات سے ماخوذ ہین۔ اسلیے خود اوس فریق کو بھی جو اس واقعہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہی عربی ہی تاریخونکی طرف رجوع کرنا پڑا۔ مسٹر کرحٹن جنہون نے گبن کے انکار پر نہایت غصہ ظاہر کیا اپنی کتاب تاریخ اسلام مین لکھتے ہین۔ اگر یہہ واقعہ صرف اوس اجنبی شخص (ابو الفرج) کے بیان پر جسنے چھہ سو برس کے بعد اس واقعہ کو تحریر کیا مبنی ہوتا تو ہمکو آرمینیا کے مورخ (ابو الفرج)

اہل یورپ اس واقعہ کی روایت کو صرف عربی تاریخون سے ماخوذ بتاتے ہین۔

کے بیان کے تسلیم کرنے مین تامل ہوتا لیکن یہہ واقعہ صرف اسکی سند پر مبنی نہین ہی بلکہ برخلاف اسکے مقریزی اور عبد اللطیف نے جنہون نے مصر کی تاریخ قدیم پر تصنیفات لکھی ہین اس واقعہ کو بیان کیا ہی مسٹر کریل نے نہایت انصاف کے ساتھہ علانیہ اسکا اعتراف کیا ہی وہ لکھتے ہین کہ "جہانتک مجھے یاد ہی یہہ واقعہ سب سے پہلے عبد اللطیف کی تاریخ مین جو اس واقعہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوا مذکور ہوا ہی"۔

اس امر کے طی ہو جانیکے بعد کہ اس واقعہ کا ماخذ جو کچھہ ہی صرف عربی تاریخین ہین ہمکو اس بحث کا فیصل کرنا نہایت آسان ہی کیونکہ عرب کی تصنیفات سے واقف ہو جانیکا استحقاق یورپ کی بہ نسبت ہمکو زیادہ ہی و صاحب البیت ادری بما فیہا "گھر کا حال گھر کا آدمی خوب جانتا ہی"۔

یورپین مصنفین جنہون نے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی سند مین عبد اللطیف بغدادی مقریزی۔ حاجی خلیفہ کا نام لیا ہی اور کہا ہی کہ "یہہ مورخین نہایت معتبر ہین اور انکی شہادت سے انکار نہین کیا جا سکتا"۔ مین نے جہانتک دیکھا اور پڑھا یورپ نے ہمیشہ انہی مورخین کا نام لیا ہی۔ ایک ناواقف انگریز نے ابن خلدون کا بھی حوالہ دیا ہی اور جھوٹ سے شرم نہ کر کے لکھا ہی کہ "ابن خلدون نے حضرت عمر کے حالات مین یہہ روایت بیان کی ہی"۔ لیکن ابن خلدون کی تاریخ ایک عام اور مشہور کتاب ہی حضرت عمر کی تمام تاریخ مین اس واقعہ کے متعلق ایک حرف بھی مذکور نہین غرض ابن خلدون کے علٰحدہ کرنیکے بعد صرف تین مذکورۂ بالا مصنفین پر اس روایت کا مدار رہ جاتا ہی۔ اب ہم مورخانہ اصول سے اس روایت کی تحقیق پر متوجہ ہوتے ہین جسکے ذیل مین ہم یہہ بھی کہینگے کہ یورپین مورخین نے ان مصنفون سے استناد کرنے مین

کسقدر تدلیس اور فریب سے کام لیا ہی۔

واقعات تاریخی کے ثابت کرنیکے دو طریقے ہین۔ روایت۔ و درایت۔ **روایت** سے یہہ مطلب ہی کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہی اوسکی سند اوس شخص تک پونہچائی جائے جو خود اوس واقعہ مین موجود رہا ہو۔ عرب کی تمام مستند تاریخین اسی اصول پر لکہی گئی ہین اور یہی وجہ ہی کہ اون مین اخبرنا و حدثنا کے ذریعہ سے سند کا تمام سلسلہ مذکور کیا جاتا ہی اور اون تمام راویون کا نام لیا جاتا ہی جنکے ذریعہ سے واقعہ کی سند اوس شخص تک پہونچتی ہی جو خود اوس واقعہ مین شریک تہا۔ چوتہی صدی تک اسلامی تاریخون کا یہی طرز رہا اور گو زمانہ مابعد مین اوسکا رواج کم ہو چلا لیکن گذشتہ تین صدیون کے واقعات مین اب تک اسکا لحاظ ہی یعنی اوس زمانہ کے اونہی واقعات کا اعتبار کیا جاتا ہی جو سلسلۂ سند کے ساتہہ ثابت ہون۔

درایت سے یہہ غرض ہی کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہی اوسپر اس لحاظ سے غور کیجایئے کہ وہ طبیعت انسانی کے اقتضا۔ زمانہ کی خصوصیتون منسوب الیہ کے حالات۔ اور اس قسم کے اور قرائن سے کے ساتہہ مطابقت کہتا ہی یا نہین ہی۔ اگر وہ واقعہ اس معیار پر پورا نہین اترتا تو اوسکی صحت مشتبہ ہو گی یعنی احتمال ہو گا کہ روایت کے تغیرات نے واقعہ کی صورت بدل دی ہی۔

اس واقعہ کی تحقیق مین بہی ہمکو انہی دو اصول سے کام لینا چاہیئے۔

چونکہ اس بحث مین مقدمہ کے دو فریقون مین سے ایک نافی اور دوسرا مثبت ہی اور چونکہ اس قسم کے مقدمات مین بار ثبوت ہمیشہ اوس فریق پر ہوتا ہی جو ثبوت کا مدعی ہی اس لیئے اول ہمکو اون شہادتون پر غور کرنا چاہیئے جو واقعہ کے اثبات مین پیش کیجاتی ہین۔ ہمکو جہانتک

اس واقعہ کی تحقیق
روایت کے لحاظ

معلوم ہی (اور ہم دعوی کے ساتھہ کہہ سکتے ہین کہ کوئی شخص اس بحث مین اس سے زیادہ ثابت نہین کرسکتا) یورپ کے تمام مصنفین جو اس دعوی کو ثابت کرنا چاہتے ہین اونکی دلیل روایت کی حیثیت سے صرف اسقدر ہی کہ اُس واقعہ کو عبد اللطیف بغدادی ۔ مقریزی ۔ حاجی خلیفہ نے بیان کیا ہی۔ اب امور تنقیح طلب یہہ ہین کہ کیا ان مصنفون نے اس واقعہ کے متعلق ایسا کوئی بیان کیا ہی جو شہادت مین پیش ہوسکتا ہی؟ اور کیا اس واقعہ کے متعلق اونکی شہادت کافی ہی؟ یورپ کے مورخین جو اس واقعہ کے مدعی ہین فریب آمیز طور پر بار بار عبد اللطیف ۔ مقریزی ۔ حاجی خلیفہ کا نام لیا ہی ۔ اور جنکو انکار ہی وہ ان مصنفونکی شہادت کو قابل اعتبار نہین سمجھتے اور اس طریقہ بحث نے اون یورپین مورخون کی فریب آمیزی پر پردہ ڈال رکھا ہی کیونکہ بحث اسپر محدود ہوگئی کہ عبد اللطیف وغیرہ قابل سند ہین یا نہین حالانکہ پہلی یہہ تحقیق ضروری تہی کہ عبد اللطیف وغیرہ نے کوئی شہادت بہی دی ہی یا نہین۔

پہلی ضروری بحث یہہ ہی کہ کیا ان تینون مصنفون کا بیان (جنکا بار بار نام لیا جاتا ہی) تین جداگانہ شہادتین ہین؟ مقریزی کی تاریخ مطبوعہ مصر ہماری پیش نظر ہی اوسنے جلد اول صفحہ ۱۵۱ مین عمود السواری کے بیان مین جو اسکندریہ کا ایک مشہور منارہ ہی عمود السواری کے لفظ سے عنوان قائم کیا ہی اور حرف بحرف وہ عبارت نقل کردی ہی جو اس منار کے ذکر مین عبد اللطیف نے لکہی تہی عبد اللطیف کی تحریر مین محض ضمنی طور پر اسکندریہ کے کتب خانہ کا ذکر آگیا تہا چونکہ مقریزی نے حرف حرف عبد اللطیف کی عبارت نقل کی ہی اسلیئے کتبخانہ کے متعلق جو عبارت ہی وہ بہی اوسیطرح منقول ہوگئی ہی ۔ اسی بنا پر سیسولانگل نے جو فرانس کا

مشہور عالم ہی مجبورانہ تسلیم کیا ہی کہ مقریزی کا بیان کوئی مستقل شہادت نہین بلکہ صرف عبداللطیف کے فقرہ کی نقل ہی[+] - سیسو لانگل کتبخانہ اسکندریہ کی بحث مین ہماری مخالف ہین لیکن اونکو مجبوراً یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہی - جن یورپین مورخون نے مقریزی کی اصل کتاب نہین دیکھی وہ ایمان بالغیب کے طور پر بار بار مقریزی کا نام لیتے ہین لیکن سیسو لانگل ایسا نہین کرسکتا تھا کیونکہ اوس نے مقریزی کی کتاب کو خود پڑہا تہا - مقریزی نے اسی کتاب مین اسکندریہ کی فتح کا حال نہایت تفصیل سے لکھا ہی لیکن کتبخانہ کے متعلق ایک حرف بھی نہین لکھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ واقعہ مذکورہ کو تاریخی واقعات کی فہرست مین شمار نہین کرتا -

مقریزی کے خارج ہونیکے بعد دو نام رہ جاتے ہین عبداللطیف و حاجی خلیفہ - حاجی خلیفہ کا ذکر اگرچہ اکثر یورپین مورخون نے کیا ہی لیکن اوسکی خاص عبارت کا حوالہ نہین دیا کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو اونکا دعوی غالباً کمزور ہو جاتا - ہم پروفیسر ڈساسی کے (جو ایک مشہور فرنچ مصنف ہین اور جو بڑے زور و شور سے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین) ممنون ہین جنھون نے اس راز کو ظاہر کر دیا ہی اور حاجی خلیفہ کی عبارت نقل کر دی ہی جسکے اصلی الفاظ یہہ ہین -

فکانت العرب فی صدر الاسلام لا تعتنی بشئ من العلوم الا بلغتها و معرفۃ احکام شریعتها و صناعۃ الطب فانها کانت موجودۃ	اہل عرب شروع اسلام مین تمام علوم مین سے بجز لغت و احکام شریعت و طب کے کسی علم کے طرف توجہ نہین کرتے تھے صرف یہ علوم بوجہ عام حاجت کے

+ دیکھو پروفیسر ڈساسی کا نوٹ ترجمہ تاریخ عبداللطیف بغدادی صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۱۰ع

عند افراد منهم لحاجة الناس طراً اليها	بعض لوگون کے پاس موجود تھے۔ اور اسکا یہ سبب تھا کہ
وذلك منهم صونا لقواعد الاسلام	چونکہ اسلام کے قواعد اور لوگون کے عقائد کے مضبوط و راسخ
وعقائد اهله عن تطرق الخلل من	نہین ہو چکے تھے اسلیئے ڈر تھا کہ قدما کے علوم سے دین مین
علوم الاوائل قبل الرسوخ والاحکام	خلل نہ پیدا ہو۔ یہان تک کہ بیان کیا جاتا ہی کہ
حتی یروی انهم احرقوا ما وجدوا من	اون لوگون نے شہرون کے فتوحات مین جو کتابین
الکتب فی فتوحات البلاد	پائین وہ جلا دین ۔

اس عبارت مین اسکندریہ کا تو ذکر تک نہین عام طور پر کتابونکے جلانیکا ذکر کیا ہی اور وہ بھی **یروی** کے لفظ سے جو ظاہر کرتا ہی کہ وہ ایک عامیانہ روایت ہی۔ اس عبارت کے طرز اور نظام سے ہرگز نہین پایا جاتا کہ مصنف اس واقعہ کو واقعہ مسلم قرار دیتا ہی۔ حاجی خلیفہ شروع زمانہ اسلام کی عدم اعتنا کا ذکر بیان کرتا ہی اور اوسکے ذیل مین ایک عامیانہ روایت کو اوسی عامیانہ حیثیت سے ذکر کر جاتا ہی۔ اسکی بالکل ایسی مثال ہی کہ جس طرح کوئی کہے کہ نپولین نے مصر مین اسلامی افسری کا دعوی کرنا چاہا اور اسکے لیے بڑے جال پہیلائے یہان تک کہ کہتے ہین کہ اوسنے جامع ازہر مین کلمہ توحید پڑہا اور جماعت کے ساتھہ نماز پڑہی۔ یہہ طرز بیان کا ایک عام طریقہ ہی کہ ایسے موقعون پر ایک مقرر یا مضمون نگار ضعیف سے ضعیف روایت کا بھی ذکر کر جاتا ہی۔ غرض خاص کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانیکا دعوی۔ حاجی خلیفہ کی طرف منسوب کرنا۔ ایسی تعجب انگیز جرأت ہی جو یورپین مؤرخون کے سوا اور کسی سے نہین ہو سکتی۔

اب صرف عبد اللطیف بغدادی کی شہادت باقی رہ گئی۔ اور درحقیقت یورپین مؤرخون

کا اخیر سہارا یہی عبد اللطیف ہی۔ اوسکی حقیقت یہہ ہی کہ عبد اللطیف نے مصر کی ایک تاریخ لکہی ہی جسکا نام کتاب الافادة والاعتبار فی الامور المشاهدة والحوادث المعائنة بارض مصر یہہ کتاب اوسنے ۱۰ شعبان ۶۰۰ ہجری مین تمام کی اور اوسکا موضوع صرف وہ حالات و واقعات ہین جو عبد اللطیف نے خود مصر مین مشاہدہ کیئے۔ اسمین ایک موقع پر عمود السواری کے لفظ سے ایک عنوان قائم کیا ہی اوسکے تمام حالات بیان کیئے ہین اور لکہا ہی کہ اس ستون کے گرد چار سو اور چہوٹے چہوٹے ستون تہے۔ یہ حالات لکہتے لکہتے اخیر مین ضمناً یہہ عبارت لکہی ہی۔

ويذكر ان هذا العمود من جملة اعمدة كانت تحمل رواق ارسطاطاليس الذى كان يدرس به الحكمة وانه كان دار علم وفيه خزانة كتب حرقها عمرو بن العاص باشارة عمر بن الخطاب

اور کہا جاتا ہی کہ یہ ستون منجملہ اون ستونون کے ہی جنپر چہت قائم تہی جو ارسطو کا رواق تہا اور جہان ارسطو حکمت کا درس دیا کرتا تہا اور یہہ کہ وہ دار العلم تہا اور اوس مین وہ کتب خانہ تہا جسکو عمرو بن العاص نے عمر بن الخطاب کے اشارہ سے جلا دیا۔

عبد اللطیف کی اصل عبارت

اس عبارت سے ہر شخص سمجہ سکتا ہی کہ عبد اللطیف نے اس واقعہ کو کس حیثیت سے ذکر کیا ہی عبد اللطیف کا یہ تمام قول **یُذکر** کے تحت مین ہی جس سے کسی طرح یہ ظاہر نہین ہو سکتا کہ وہ اس واقعہ کو مورخانہ حیثیت سے لکہتا ہی یا اوسکو تسلیم کرتا ہی مسٹر کریل جرمنی اپنے مضمون مین عبد اللطیف کا قول نقل کرنیکے بعد لکہتے ہین "یہ بیان محض علے سبیل التذکرہ معلوم ہوتا ہی اور اس سے خاص کوئی غرض نہین معلوم ہوتی۔ یہ کسی خاص

اصل واقعہ کا یاد دلانا نہین ہی بلکہ محض ایک مشہور بات کا اعادہ کردینا ہی جسکو اوس زمانہ کے سیاحون نے بارہا کہا ہی اور یہہ من قبیل اوسی قسم کی غیر معتبر اور خلاف عقل بیانات کی ہی جو زمانہ وسطی کے سیاحون مین بیت المقدس کے مقام کے بارہ مین مشہور تہے۔

ایک مزے کی بات یہہ ہی کہ عبد اللطیف نے چونکہ بازاری گپون کا ذکر کیا اسلیے اس جملہ مین جتنے واقعات بیان کیئے اتفاق سے سب غلط تہے۔ نہ یہہ مقام ارسطو کا رواق تہا نہ ارسطو نے کبہی وہان درس دیا ایک مضمون نگار نے جسنے اسپیکٹیٹر مورخہ ۱۳ جون مین اس مضمون پر ایک بحث لکہی ہی عبد اللطیف کے بیان کی غلطی پر عجیب لطف سے استدلال کیا ہی۔ وہ کہتا ہی کہ کتب خانہ کا جلایا جانا تو ایک طرف عبد اللطیف نے اسکے ساتہہ اور جو واقعات بیان کیئے وہ کونسے سچ ہین!!!

یہہ ہی حقیقت اون سندون اور روایتون کی جن پر یورپین مؤرخون نے چہاؤنی چہار کہی ہی۔ ان مصنفون نے اس بحث مین جس قسم کی تدلیس سے کام لیا ہی حقیقت مین وہ نہایت تعجب انگیز ہی۔ عبد اللطیف وغیرہ کی جو اصل عبارتین ہمنے نقل کی ہین اونسے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہی کہ مقریزی نے خود اس واقعہ کو نہین بیان کیا بلکہ عمود السواری کے ذکر مین عبد اللطیف کی عبارت نقل کردی ہی جسمین ضمناً کتب خانہ کا بہی ذکر تہا حاجی خلیفہ نے اسکندریہ کا نام تک نہین لیا البتہ عام طور پر کتب خانون کا ذکر کیا ہی اور وہ بہی **یذکر** کے تحت مین جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ کوئی مصدقہ روایت نہین۔ لیکن یورپین مؤرخون نے عبد اللطیف وغیرہ کا نام ہمیشہ اس حیثیت سے لیا ہی کہ گو یا

یورپین مؤرخون کی تدلیس اور فریب دہی۔

انہون نے اس واقعہ کی صحت کا دعوی کیا ہو اور اسپر کوئی مستقل مضمون لکھا ہی۔

پروفیسر ڈساسی نے اپنے نوٹ مین لکھا ہی کہ "جو اعتراضات ابو الفرج کے بیان پر کیے جاتے ہین اون مین یہہ نہایت قوی اعتراض خیال کیا جاتا ہی کہ عرب کے مورخ ایک ایسے عظیم واقعہ کے متعلق خاموش ہین"۔ اسکے بعد پروفیسر ڈساسی اس اعتراض کا جواب دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ "لیکن اس اعتراض کا زور یقیناً عبد اللطیف اور مقریزی کی شہادت سے کے بعد گھٹ جاتا ہی" لطف یہہ ہی کہ اسی عبارت کے بعد پروفیسر موصوف لکھتے ہین کہ "اگرچہ لوگون کو اس کہنے کا موقع حاصل ہی کہ مقریزی کا قول صرف عبد اللطیف کے فقرہ کی نقل ہی"۔

مسٹر کریٹن لکھتے ہین کہ "یہہ واقعہ صرف سند مذکورہ بالا (یعنی ابو الفرج کا بیان) پر مبنی نہین ہی بلکہ برخلاف اسکے مقریزی اور عبد اللطیف نے جنہون نے قدیم تاریخ مصر پر تصنیفات لکھین اس واقعہ کا بیان کیا ہی"۔

پروفیسر وایٹ نہایت بلند آہنگی سے فرماتے ہین کہ "ہم گبن کی منفیانہ دلیل کے مقابلہ مین دو عربی مورخون کی اثباتی شہادت پیش کرنیکی جرأت کرینگے جو ایسے مستند مصنف ہین کہ اونکے مستند ہونے کی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جا سکتا۔ اور دونون مذہب اسلام کے نہایت متعصب پیرو ہین اس سے عبد اللطیف و مقریزی کو مراد لیتا ہو جو اس واقعہ یعنی کتب خانہ کے جلانے کے ذکر ہی مین ہمزبان نہین ہین بلکہ ٹھیک اوس مقام کا نشان دیتے ہین جہان کتب خانہ مذکورہ قائم تھا"۔

پروفیسر وایٹ نے اس موقع پر کس چالاکی سے کام لیا ہی۔ عبد اللطیف نے ایک ستون کے ذکر مین ضمناً افواہی طور پر اس واقعہ کا ذکر کیا ہی پروفیسر وایٹ اوسکو اس قالب مین ڈہالتے ہین جس سے ایک ناواقف شخص کو یہہ گمان ہوگا کہ عبد اللطیف نے مستقل طور پر اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی اور صرف اصل واقعہ کو ثابت نہین کیا بلکہ واقعہ کا موقع و محل بہی متعین کر دیا!!!

اگرچہ یورپ کے اکثر مورخون نے جو اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین۔ صرف انہین تینون یعنی عبد اللطیف۔ مقریزی۔ حاجی خلیفہ۔ پر استناد کا مدار رکھا ہی اور ہمنے اس موقع پر انہین مصنفون سے بحث کی لیکن بعض یورپین مصنفون نے تدلیس (مخفی فریب) کے میدان مین اَورون سے بڑھکر قدم رکھا ہی اور فریب آمیز طور پر ظاہر کیا ہی کہ اس واقعہ کی تائید کے لیئے اَور بہی متعدد شہادتین موجود ہین۔ مسٹر کریٹن صاحب اپنی کتاب کے حاشیہ مین فرماتے ہین کہ "بیرن ڈساسی نے اپنے ایک لمبے نوٹ مین جو اوسنے عبد اللطیف کے ترجمہ پر لکھا ہی (مصر کا بیان صفحہ ۲۴۰) عربی مصنفون کی کتابون سے مختلف شہادتین جمع کی ہین جو پیرس کے شاہی کتب خانہ مین موجود ہین اور ان شہادتون سے ابو الفرج کا بیان قابل اعتبار ثابت ہوتا ہی لیکن مغرور گبن نے ان تصنیفات کو نہین دیکہا تہا"۔

اس عبارت سے ایک ناواقف اور خصوصاً وہ جسکو یورپین مصنفون کے ساتہ عام خوش اعتقادی ہو بالکل دہوکے مین آجائیگا اور یقین کریگا کہ پیرس کے عظیم الشان کتبخانہ

مین ضرور اس واقعہ کے لیئے بہت کچھہ مادہ موجود ہوگا ورنہ تمام یورپ مین ایسا غلط واقعہ کیونکر مشہور ہو سکتا تھا ۔

لیکن ہمارے ناظرین کو پیرس کے پُرشوکت نام سے مرعوب نہونا چاہیئے ۔ ڈساسی کا نوٹ اور وہ کتابین جنکا اونھون نے حوالہ دیا ہی ہمارے سامنے ہین بے شبہہ ڈساسی نے اس واقعہ کو بڑے زور شور سے ثابت کرنا چاہا ہی لیکن افسوس ہی کہ جو زور اونکی طبیعت مین ہی وہ دلائل مین نہین ۔ ہم اس موقع پر اونکی پوری تحریر کا لفظی ترجمہ نقل کرتے ہین ۔

"ابوالفرج نے اپنی تاریخ خاندان عرب مین عمرؓ کے حکم سے کتب خانہ اسکندریہ کی بربادی کی نسبت جو واقعہ بیان کیا ہی اوس مین متعدد مشہور مصنفون نے شک کیا ہی ۔ جو کچھ کہ اس واقعہ پر لکھا گیا ہی ۔ اوسکے بیان کرنے اور اوسکی حیثیت کے اندازہ کرنے مین ایک بڑی بحث ضرور ہونی چاہیئے ۔

وہ دلیلین جنکی بنا پر یہ شکوک کیئے گئے ہین اوس جرمن مباحثہ مین مل سکتی ہین جسکو Mch.Rainhard نے ۱۷۹۲ء بمقام Gottingue چھاپا تھا اور اون ریمارکون مین جو اسکندریہ کے قدیم کتب خانون کے متعلق ہین جنکو کہ M.de.Saint Croix نے میگزین انسائیکلوپیڈیا سال پنجم ۔ صفحہ ۴۳۳ مین درج کیا ہی ۔ مسیو لانگل M.Langles اور وائٹ White عام خیال کی حمایت کرتے ہین لیکن ابوالفرج کے مبالغہ آمیز بیان کو قبول نہین کرتے ۔

ابوالفرج کے بیان پر جو اعتراضات کیئے گئے ہین اون مین یہ اعتراض قوی خیال کیا گیا ہی کہ عرب کے مورخ ایک ایسے عظیم واقعہ کے متعلق خاموش ہین ۔ لیکن اس اعتراض کا زور یقیناً عبداللطیف و مقریزی

کی شہادت کے بعد گھٹ جاتا ہی اگرچہ لوگ یہ کہہ سکتے ہین کہ ظاہر امقریزی کا وہ فقرہ جیسا کہ مسیو لانگل نے نشان دیا ہی صرف عبداللطیف کے فقرہ کی نقل ہی۔

مین نہین چاہتا کہ اون بیمارکون سے جنکو کہ مین بیان کرونگا ایک ایسے عالم مصنف (مسیو لانگل مراد ہی) کے ساتھہ میدان مبارزت مین آؤن جسکی مین تہ دل سے نہایت عزت اور محبت رکھتا ہون لیکن مین نے چند اور نئی خاص سندین پیدا کی ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ یہہ واقعہ جسطرح کہ ابو الفرج نے بیان کیا ہی گو اوسمین ایسی تفصیلین ہین جو نکتہ چینی کی برداشت نہین کرسکتین تاہم یہہ سچ ہی کہ وہ ایک تاریخی سچائی پر مبنی ہی اور یہہ کہ عربون نے جب یہہ شہر فتح کرلیا تہا تو عمرو بن العاص نے عمرؓ کے فرمان کے مطابق یہ حکم دیا تہا کہ ایک مجموعہ جسمین بہت سی کتابین تہین اور جو اسکندریہ مین تہا آگ پر رکہدیا جائے"۔

اسکے بعد پروفیسر ڈساسی نے حاجی خلیفہ اور مقدمۂ ابن خلدون کی عبارت نقل کی ہی اور اوس سے کتبخانۂ اسکندریہ کے واقعہ پر استدلال کیا ہی۔

پروفیسر ڈساسی نے جو نئی خاص سندین پیدا کین اونکے دیکہنے کا ہمکو نہایت شوق تہا مگر افسوس کہ وہ کچہہ نہ نکلین۔ پروفیسر موصوف نے **پیرس** کے اتنے بڑے عظیم الشان کتبخانہ کو چہانکر صرف دو سندین مہیا کین۔ ایک تو وہی حاجی خلیفہ کی عبارت جسکو ہم اوپر نقل کرچکے ہین دوسری مقدمۂ ابن خلدون کا ایک فقرہ جسمین ایک موقع پر ضمناً اور اجمالاً ایران کے کتبخانہ کا ذکر آگیا ہی۔ یہہ بہی عجیب منطق ہی کہ اسکندریہ کے کتبخانہ کے جلائے جانیکا دعوی کیا جائے اور دلیل مین ایران کا نام لیا جائے۔ اگرچہ ابن خلدون کا یہہ قول بالکل غلط اور تمام صحیح اور مستند تاریخون کے خلاف ہی لیکن ہم اس مقام پر اوس سے بحث نہین کرتے کیونکہ ہمارا مضمون اسکندریہ کے کتبخانہ پر ہی نہ ایران پر۔

شاید یہہ کہا جاے کہ پروفیسر ڈساسی نے ابن خلدون کے قول کو تائید ہی شہادت مین پیش کیا ہی لیکن اوس سے یہہ مقصد بہی حاصل نہین ہوتا کیونکہ اوس سے اگر کوئی نتیجہ نکلتا ہی تو یہہ نکلتا ہی کہ اسکندریہ کا واقعہ بالکل بے اصل ہی ورنہ جسطرح ایران کا واقعہ ابن خلدون نے بیان کیا تہا کوئی نہ کوئی عربی مؤرخ اسکندریہ کے واقعہ کا بہی اوسی حیثیت سے ذکر کرتا۔ حالانکہ عربی کی سیکڑون ہزارون تاریخون مین سے ایک مین بہی اوسکا پتہ نہین چلتا

عبد اللطیف و مقریزی کی اصل عبارت جو ہم نے نقل کی وہ تو کسی طرح شہادت مین پیش نہین کی جا سکتی لطف یہہ ہی کہ خود ابو الفرج جو اس بحث مین ہمارا مدعا علیہ ہی اوسنے بہی اس واقعہ کو اس حیثیت سے نہین لکہا جس سے ثابت ہو کہ وہ یقیناً اوسکو تسلیم کرتا تہا اور صحیح سمجہتا تہا۔ ابو الفرج کی اصلی تاریخ جو سُریانی زبان مین ہی اور جس مین فتح اسکندریہ کا حال تفصیلاً مذکور ہی اوس مین اس واقعہ کا ذکر تک نہین۔ البتہ اوس تاریخ کا خلاصہ جو عربی زبان مین ہی اوس مین یہہ واقعہ جیسا کہ ہم اوپر نقل کر آئے مذکور ہی لیکن اوس خلاصہ کی نسبت کافی اطمینان نہین ہی کہ جو بیانات اوس مین اصل سُریانی تاریخ پر اضافہ کیے گئے ہین وہ درحقیقت ابو الفرج ہی کے ہین یا کسی اَور نے الحاق کر دیا ہی۔ مسٹر گبریل جرمنی اس خلاصہ کی نسبت لکہتے ہین کہ اُسمین بہت سی ایسی چیزین ہین جو اصل سُریانی مین نہین۔ اور یہہ امر کہ آیا یہہ مقامات زمانہ مابعد کے الحاق ہین یا خود ابو الفرج نے اونکو بڑہایا ہی بخوبی معلوم نہین ہوتا کیونکہ اوس خلاصہ کے کل نسخے ناکامل ہین۔ یہہ واقعہ کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانیکا جو عربی مین موجود ہی اصل سُریانی مین نہین پایا جاتا۔ اُس عبارت کے

الحاقی ہونیکا گمان اس سے زیادہ قوی ہوجاتا ہی کہ اس عربی خلاصہ کو پروفیسر پوکاک نے اپنے اہتمام وتصحیح سے چھپوایا ہی اور اونکو مسلمانون کے خلاف واقعات گڑھ لینے مین نہایت کمال حاصل تھا۔

یہہ تمام بحث تو اس لحاظ سے تھی کہ عبداللطیف وحاجی خلیفہ نے اس واقعہ کے متعلق کوئی شہادت دی بھی ہی یا نہین۔ لیکن بطریق تنزل اگر ہم یہان بھی لین کہ درحقیقت ان مصنفون نے اوسکو صحیح تسلیم کیا ہی تو دوسری بحث یہہ پیدا ہوتی ہی کہ اس امر کے متعلق ان مصنفونکی شہادت قابل اعتبار ہی یا نہین۔ عبداللطیف بغدادی ۵۵۷ھ ہجری مین پیدا ہوا اور حاجی خلیفہ کو تو دوسو برس سے زیادہ نہین گذرے کون شخص کہہ سکتا ہی کہ ایک ایسے واقعہ کے متعلق جو پہلی صدی ہجری کے شروع مین واقع ہوا ہو وہ شہادت معتبر ہو سکتی ہی جسکو اون لوگون نے بیان کیا ہو جو اصل واقعہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوے اور جسکی اون لوگون نے نہ کوئی سند بیان کی ہو نہ کوئی حوالہ دیا ہو۔

عبداللطیف وحاجی خلیفہ کا تاریخ مین کیا رتبہ ہی

ہمکو ان مصنفونکی نسبت یہہ بھی دیکھنا ہی کہ فن تاریخ مین ان کو کیا رتبہ حاصل ہی کیونکہ یورپین مؤرخون نے اس موقع پر بھی تدلیس سے کام لیا ہی۔ وہ بڑے بڑے شاندار لفظون مین حاجی خلیفہ اور عبداللطیف کی تعریف کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ انکی عظمت وشان کے لحاظ سے اونکا قول ضرور تسلیم کے قابل ہی۔ یورپین مصنفون کے اس فریب کی پردہ دری کے لیئے صرف ایک مختصر سا سوال کافی ہی۔ ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ عبداللطیف وحاجی خلیفہ بڑے پایہ کے مصنف ہین مگر سوال یہہ ہی کہ کس فن مین؟ عبداللطیف بے شبہہ

بہت بڑا طبیب تہا۔ طب مین اوسکی متعدد تصنیفات موجود ہین۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا مین اوسکا مفصل تذکرہ لکہا ہی جس سے اوسکی طبی معلومات اور عظمت شان کا اندازہ ہوسکتا ہی۔ لیکن کیا اوسکو کسی نے مورخ کہا ہی؟ کیا اوسنے اپنی تالیف مین کہین فن تاریخ کا تذکرہ کیا ہی۔ اگر یہہ نہین ہی تو تاریخی واقعات مین اوسکی عظمت و شان کس کام آئیگی۔ فارابی و ابو علی سینا کے حوالے سے اگر کوئی تاریخی واقعہ لکہا جائے تو کس حد تک اعتبار کے قابل ہوگا۔

حاجی خلیفہ نے بے شبہہ کشف الظنون نہایت مفید کتاب لکہی ہی لیکن وہ کوئی تاریخ کی کتاب نہین ہی بلکہ اسلامی تصنیفات کی فہرست ہی۔ اسکے سوا حاجی خلیفہ کا کوئی کارنامہ ہمکو معلوم نہین۔ تاریخ مین نہ اوسکی کوئی کتاب ہی نہ کسی نے اوسکو مورخون مین شمار کیا ہی۔ حقیقت یہ ہی کہ ہمارے مخالفون کے لیئے یہہ نہایت شرم کی جگہہ ہی کہ اونکو ایک ایسے عظیم الشان واقعہ کے لیئے جو بخیال اونکے چہہ مہینے تک قائم رہا۔ اسلام کی سیکڑون ہزارون تصنیفات مین سے کہین کوئی سہارا ہاتہہ نہ آئے اور مجبوری اونکو ایک طبیب اور فہرست نگار کے سایئے مین پناہ لینی پڑے۔

واقعہ مفروضہ کے غلط ہونیکا دعوی اور نفی کے دعوی طرز ثبوت

یہانتک ہمنے جو بحث کی وہ اس حیثیت سے تہی کہ ہمنے مخالفین کو مدعی قرار دیا تہا کیونکہ اصول مناظرہ کی رو سے درحقیقت وہی مدعی ہین۔ لیکن اس سے بڑہکر ہم خود مدعی بنتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ حضرت عمرؓ کے حکم سے یہہ کتب خانہ برباد نہین ہوا اور نہ کبہی مسلمانون نے اوسکو برباد کیا۔ لیکن پہلے یہہ سمجہہ لینا چاہیئے کہ جو دعوی نفی کی

صورت مین کیا جاتا ہی اوسکے لیے روایۃً و درایۃً استدلال کا کیا طریقہ ہی ۔ مثلاً اگر یہہ دعویٰ کیا جائے کہ فلان واقعہ فلان عہد مین نہین ہوا ۔ تو اسکی دلیل روایت کے لحاظ سے صرف یہہ ہوگی کہ اوس عہد کے متعلق علم و واقفیت کے جسقدر ذریعہ ہین اون سے اوس واقعہ کا کہین پتہ نہین چلتا ۔ اور درایت کے لحاظ سے یہہ کہ تمام قرائن اور شہادتین اوس واقعہ کے ثبوت کے خلاف ہین ۔ انہی وجوہ استدلال کے لحاظ سے ہم دعویٰ کرتے ہین کہ کتب خانہ اسکندریہ مسلمانون کے ہاتھہ سے ہرگز برباد نہین ہوا ۔

اسلام کی ابتدائی تاریخین

اسلام مین تصنیف و تالیف کی ابتدا سنہ ہجری سے ہوئی اور اسی زمانہ مین تاریخ کی سب سے پہلی کتاب محمد بن اسحق نے لکھی جو آنحضرت کے حالات مین ہی ۔ اسکے بعد اور مصنفین نے عام تاریخین لکھین جنمین خلفاے راشدین کی فتوحات و واقعات تفصیل سے مذکور ہین اس دور کی تصنیفات مین سے آج جو موجود ہین یا جنکا نام و نشان معلوم ہی یہہ ہین ۔

فتوح البلدان بلاذری ۔ بلاذری ۔ خلیفہ متوکل باللہ کے عہد مین تہا ۔ اس تاریخ مین اوسنے تمام واقعات سند متصل کے ساتھہ بیان کیئے ہین ۔

تاریخ یعقوبی ۔ یعنی تاریخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح کاتب العباسی یہہ مصنف نہایت قدیم مصنف ہی اور مامون الرشید کے درباریون کا ہمعصر ہی اوسنے یہہ تاریخ سنہ ۲۵۹ ہجری تک لکھی ہی اور غالباً اس سنہ مین وہ موجود تہا ۔ یہ کتاب دو جلدون مین ہی اور سنہ ۱۸۸۳ء مین بمقام لیدن چہاپی گئی ۔

تاریخ ابوحنیفہ دینوری ۔ لیدن مین چہاپی گئی ہی ۔

تاریخ کبیر ابوجعفر جریر طبری - یہہ تاریخ اگرچہ مذکورۂ بالا تاریخون سے کسی قدر زمانۂ مابعد کی ہی - کیونکہ اسکے مصنف نے سنہ ۳۱۰ ہجری مطابق سنہ ۹۲۲ء مین وفات پائی ہی لیکن اوسنے تمام واقعات سند متصل کے ساتہہ لکہے ہین اور ہر روایت مین تمام راویون کے نام بیان کردیئے ہین - یہ کتاب تمام اون روایتون کا مخزن ہی جو تاریخ اسلام کے متعلق آج موجود ہین یا کبہی موجود تہین - اور اس لحاظ سے یہہ کہنا صحیح ہی کہ تین سو برس تک کے متعلق جو معتد بہ واقعہ اس کتاب مین نہین ہی وہ داخل تاریخ نہین یہہ ایک نہایت ضخیم کتاب ہی اور اوسکی ۱۰ جلدین ہالنڈ مین چہپ چکی ہین اور متعدد جلدین اور باقی ہین -

ابن الاثیر و ابن خلدون جنکی تاریخین نہایت معتبر خیال کی جاتی ہین وہ تاریخ طبری ہی کا خلاصہ ہین اور خود ان موٴرخون نے اسکا اعتراف کیا ہی - ان تاریخون کے سوا تاریخ اسلام کے متعلق اور بہی بہت سی کتابین لکہی گیئن لیکن قدیم واقعات کی نسبت اون سبکا ماخذ یہی چند کتابین ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور یہہ صریح طور پر خود اون کتابون کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہی -

ان کتابون کے سوا مصر و اسکندریہ کے خاص حالات مین بہت سی کتابین لکہی گیئن انمین سے جس قدر ہم دریافت کرسکے یہہ ہین خطط مصر لابی عمر الکندی المتوفی سنہ ۲۴۶ھ کشف الممالک لابن شاہین المتوفی سنہ ۸۵۳ھ تاریخ مصر لعبد الرحمن الصوفی المتوفی سنہ ۴۲۷ھ تاریخ مصر لمحمد بن برکات النحوی المتوفی سنہ ۵۲۰ھ اتعاظ المتامل الی سنہ ۲۳۰ھ تاریخ مصر لمحمد بن عبد اللہ المتوفی سنہ ۲۳۴ھ - تاریخ مصر للقفطی المتوفی سنہ ۶۴۶ھ تاریخ مصر

[8] تاریخ مصر لقطب الدین الحلبی المتوفی ۷۳۵ھ۔ [9] تاریخ مصر لیحیی الحلبی المتوفی سنہ ۶۴۳ ہجری [10] الانتصار لابن دقماق المتوفی ۸۰۹ھ۔ [11] عقود الجواہر۔ نزہۃ الناظرین۔ [12] الدرۃ المضیئۃ۔ [13] اشرف الطرف۔ [14] نزہۃ السنیۃ۔ [15] تفریج الکربۃ۔ [16] فرائد السلوک۔ [17] بدائع الزہور۔ [18] تحفۃ الکرام باخبار الاحرام۔ [19] اعلام بمن ولی مصر فی الاسلام۔ [20] تاریخ مصر لابراہیم بن وصیف۔ [21] جواہر البحور۔ [22] مختار للقضاعی۔ [23] النقط المعجم۔ [24] الروضۃ البہیۃ۔ [25] المواعظ والاعتبار للمقریزی۔ [26] جواہر الانتقاء۔ [27] الفاظ الحنفاء۔ [28] نجوم الزاہرۃ۔ [29] تاریخ مصر لابن عبد الحکم۔ اگرچہ یہہ تمام کتابیں آج نہیں ملتیں لیکن زمانہ مابعد کی متعدد تصنیفات ایسی موجود ہیں جن میں تمام قدیم کتابوں کی روایتیں جمع کردی گئیں ہیں مثلاً حسن المحاضرۃ سیوطی جسکے دیباچہ میں خود سیوطی نے لکھا ہی کہ میں نے اٹھائیس تاریخیں دیکھیں اور ان سے یہ کتاب طیار کی۔ سب سے مفصل اس بیان میں مواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار ہی جو مقریزی کی تصنیف ہی اور جس میں مصر و اسکندریہ کے متعلق ایک ایک جزئی واقعہ کا استقصا کیا گیا ہی۔

یہہ تمام معتبر کتابیں جنکا ذکر اوپر ہوا اور جنکے سوا اوس زمانے کے حالات کے دریافت کرنیکا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ان میں سے کسی کتاب میں واقعہ مبحوث فیہ کا مطلق پتہ نہیں چلتا۔ ان کتابوں میں اور خصوصاً طبری و فتوح البلدان بلاذری و حسن المحاضرہ و خطط والآثار للمقریزی۔ میں اسکندریہ کی فتح کے نہایت تفصیلی حالات مذکور ہیں لیکن کتب خانہ کا ذکر تک نہیں۔

یہہ کتابیں تو وہ ہیں جن میں اس واقعہ کو (اگر وہ واقع ہوتا) مستقل طور پر مذکور ہونا چاہیے

تھا۔ لیکن جن تصنیفات مین ضمنی اور اتفاقی طور پر اسکا تذکرہ آسکتا تھا اونمین بھی واقعہ مفروضہ کا کہین پتہ نہین چلتا مثلاً حکما اور طبیبون کے حالات مین جو کتابین لکھی گئی ہین اور جنمین یحییٰ النحوی کا ذکر عموماً کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ابو الفرج نے یہ فرضی قصہ جو گڑھا تو اسی یحییٰ النحوی کے تذکرہ مین گڑھا اور یون بیان کیا کہ یحییٰ نے عمرو بن العاص سے کتب خانہ کے لیئے درخواست کی تھی جسکے جواب مین عمرو نے حضرت عمرؓ کے حکم سے کتب خانہ کے جلانیکا حکم دیا۔ یحییٰ طبیب اور فلاسفر تھا اور عربی زبان مین اوسکی تمام کتابین ترجمہ کی گئین اس لیئے عربی تاریخین جو حکما اور اطبا کے حالات مین ہین اونمین یحییٰ کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا۔ اور ابن الندیم نے کتاب الفہرست مین یحییٰ کے تمام حالات و واقعات اور اوسکی تصنیفات کے نام لکھے ہین۔ اور یہہ بھی لکھا ہے کہ وہ عمرو بن العاص کے پاس حاضر ہوا اور عمرو نے اوسکی بہت کچھہ عزت کی۔ ابن الندیم کے خاص الفاظ یہہ ہین۔

ولما فتحت مصر علی یدی عمرو بن العاص دخل الیہ واکرمہ ورای لہ موضعا۔	یعنی جب مصر عمرو بن العاص کے ہاتھہ سے فتح ہوا تو یحییٰ عمرو کی خدمت مین حاضر ہوا۔ عمرو نے اوسکی عزت و تکریم کی۔

ان تمام تصریحات کے ساتھہ کتب خانہ کا کہین ذکر نہین جس سے علانیہ اس واقعہ کا بالکل بے اصل ہونا پایا جاتا ہے۔

ان تصنیفات کے علاوہ اور قسم کی تصنیفات مثلاً جغرافیون۔ سفرنامون بیوگرافیون مین اس واقعہ کا ذکر ضمناً آسکتا تھا لیکن ان موقعون مین اوسکا نام و نشان تک نہین۔

سچ یہہ ہی کہ اگر یہہ دعوی کیا جاے تو بالکل سچ ہی کہ عبد اللطیف کی عبارت کے سوا جسکی حقیقت ہم اوپر بیان کر چکے کل اسلام کا لٹریچر اس واقعہ کے ذکر سے خالی ہی!! اس سے زیادہ اس واقعہ کے بے اصل ہونیکی کیا دلیل ہوگی؟

عیسائی قدیم مورخون کا سکوت

اس سے بڑھکر یہہ کہ خود عیسائی قدیم تاریخون مین اوسکا پتہ نہین - یوٹیکس المتوفی سنہ ۹۴۰ء جو دسوین صدی عیسوی مین اسکندریہ کا بطریق تہا اوسنے اسکندریہ کی فتح کا حال تفصیل سے لکہا ہی - اسیطرح المکین جو واقعہ مفروضہ کے تین سو برس بعد تہا یعنی ابو الفرج سے دو سو برس پہلے اوسنے تاریخ مصر خود مصر مین رہکر لکہی اور اسکندریہ کی فتح کے حالات نہایت تفصیل سے لکہے لیکن اون دونون کتابون مین واقعہ مفروضہ کے متعلق ایک حرف بہی مذکور نہین - یہہ دونون مصنف متعصب عیسائی تہے جنکی نسبت مسلمانون کے ساتہہ کسی قسم کی بیجا طرفداری کا گمان نہین ہوسکتا - اسکے ساتہہ محقق اور علم دوست تہے اور اونکی نگاہ مین اتنے بڑے بڑے علمی سرمایہ کا ضایع ہونا کوئی معمولی بات نہین ہوسکتی تہی - مصر کے قیام اور ذاتی شوق کی وجہ سے مصر کے حالات کے متعلق اونکے وسائل معلومات نہایت وسیع تہے ان باتونکے ساتھ ان دونون مورخونکا واقعہ مبحوث فیہ کے متعلق ایک حرف نہ لکہنا صریح اسبات کی دلیل ہی کہ اوسکی کچہہ اصل نہین چنانچہ انصاف پسند یورپین مصنفون مثلاً گبن - کریل - نے اس واقعہ کے بے اصل ہونیکے لیے عموماً اس سے استدلال کیا ہی -

اس واقعہ کے بے اصل ہونیکی ایک نہایت قوی دلیل یہہ ہی کہ جس کتب خانہ کا جلایا

جانا بیان کیا جاتا ہی وہ اسلام کے دور سے پہلے ہی برباد ہوچکا تہا۔ اسکی حقیقت یہہ ہی کہ یہہ کتب خانہ شاہان مصر نے جو بت پرست اور بہت سے خداؤن کے ماننے والے تہے قائم کیا تہا۔ جب مصر مین عیسائیت کا دورہ ہوا تو عیسائی بادشاہون نے تعصب مذہبی کی وجہ سے ان کتابونکی بربادی شروع کی اور اونکے اس ارادہ کو پادریون نے اور بہی اشتعال دیا۔

کتب خانہ مذکور اسلام سے پہلے برباد ہوچکا تہا۔

چنانچہ یورپ کے بڑے بڑے نامور مصنفون اور مؤرخون کو تسلیم کرنا پڑا کہ یہہ کتب خانہ اسلام سے پہلے برباد ہوچکا تہا۔ سورنیان جو فرانس کا ایک مشہور عالم ہی اوسنے ایک دفعہ یونیورسٹی مین اس عنوان پر لکچر دیا تہا "اسلام اور علم"۔ یہہ لکچر ایک رسالہ کی صورت مین بمقام پیرس ۱۸۸۳ء مین چپا ہی۔ اگرچہ یہہ لکچر مسلمانو نکے برخلاف نہایت تعصب آمیز تہا یعنی اوسمین نہایت شدومد سے یہ ثابت کیا تہا کہ اسلام اور علم کبہی جمع نہین ہوسکتے تاہم اس متعصب شخص نے کتب خانہ اسکندریہ کے متعلق یہ الفاظ کہے۔ "اگرچہ یہ بار بار کہا گیا ہی کہ عمرو نے کتب خانہ اسکندریہ کو برباد کرادیا لیکن یہہ صحیح نہین۔ کتب خانہ مذکور اس زمانہ سے پہلے ہی برباد ہوچکا تہا"۔

اس شاہی کتب خانہ کی تفصیلی کیفیت مسٹر کریل نے اپنے مضمون مین لکہی ہی اور اوسکے عہد بعہد کی بربادی کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا ہی لیکن چونکہ مسٹر کریل کا مضمون ہمارے رسالہ کے اخیر مین بطور ضمیمہ شامل ہی اسلیے ہم اوسکو یہان نقل نہین کرتے۔ اس کتب خانہ کا برباد ہونا ایسا یقینی امر ہی جس سے وہ یورپین مؤرخین بہی

بہی انکار نہین کر سکے جو اس واقعہ کے اثبات کے درپے ہین مسٹر ڈریپر اپنی کتاب مین
لکہتے ہین کہ جولیس سیزر نے نصف سے زیادہ کتابین جلادی تہین اور اسکندریہ کے
بطریقون نے نہ صرف قریباً کل باقی کتابون کے منتشر ہونیکی اجازت دی بلکہ اپنی نگرانی
مین اونکو منتشر کرایا - اور وسیس صاف بیان کرتا ہی کہ بتیس سال بعد اس واقعہ کے
تہیوفلس نے شہنشاہ تہیوڈوسس سے تحریری اجازت کتب خانۂ مذکور کی بربادی
کی حاصل کی تہی - مین نے اوسکی الماریان اور خانے خالی دیکہے ۔"

چونکہ اس کتب خانہ کی بربادی یقینی امر تہا اس لیئے مخالفون نے ایک اور ذریعہ
سے کام لیا یعنی یہ دعوی کیا کہ عمرو نے جو کتب خانہ تباہ کیا وہ شاہی کتب خانہ نہ تہا

سراپیم کے کتب خانہ کا ذکر۔

بلکہ سراپیم کا کتب خانہ تہا چنانچہ اسپکٹیٹر کے مضمون نگار نے ابوالفرج کی حمایت مین سراپیم
ہی کے کتب خانہ کا حوالہ دیا ہی - لیکن یہہ توجیہ القول بما لا یرضی قائلہ ہی کیونکہ
ابوالفرج نے اپنی تاریخ مین جہان یہ لکہا ہی کہ یحیی النحوی نے عمرو بن العاص سے
کتابونکے لیئے درخواست کی وہان صاف یہہ الفاظ لکہے ہین - کتب الحکمۃ التی
فی خزائن الملوکیۃ - یعنی فلسفہ کی وہ کتابین جو شاہی خزانون (کتب خانون) مین ہین۔
لیکن اگر ہم تسلیم ہی کرلین کہ یہ حکایت سراپیم کے کتب خانہ کی نسبت ہی تاہم ہمارے
مخالفون کو یہ ثابت کرنا مشکل ہوگا کہ سراپیم کا کتبخانہ فتح اسکندریہ کے وقت موجود تہا
بلکہ برخلاف اسکے یہ ثابت ہوگا کہ کتب خانۂ مذکور کل یا قریب کل کے پہلے ہی برباد ہوچکا تہا
مسٹر گبن ۔ لکہتے ہین کہ سراپیم اور اوسکے کتب خانہ کا حال اس وقت تک تاریکی

مین پڑا ہوا ہی ۔ یہہ تو معلوم ہی کہ سراپیم کا معبد جس سے وہ کتب خانہ متعلق تھا
تھیوڈوسیس کے عہد مین سنہ ۳۸۹ء مین گرجا بنا دیا گیا تھا لیکن یہہ امر کہ آیا اس تبدیل
کیوقت وہ کتبخانہ وہان موجود تھا یا ضایع ہو گیا تھا یا کتابین قسطنطنیہ کو منتقل ہو گیی
تھین مطلق ثابت نہین ہوتا ۔ یہہ اخیر خیال یعنی کتابون کا قسطنطنیہ جانا زیادہ تر قرین
قیاس ہی کیونکہ تھیوڈوسیس ثانی نے جو کتبخانہ پانچوین صدی مین بمقام قسطنطنیہ قائم کیا
وہ زیادہ تر مصر و ایشیاے کوچک کی کتابون سے تیار ہوا تھا ۔

مسیو سٹیو فرانسیسی نے یہ تسلیم کرکے کہ کتب خانہ مبحوث فیہ سراپیم مین تھا لکھا ہی
کہ "کسی ہمعصر مورخ نے اس واقعہ (یعنی عمرو بن العاص کا کتب خانہ کو برباد کرنا) کو بیان
نہین کیا لیکن اگر وہ صحیح بھی ہو تاہم وہ صرف معدودے چند کتابون سے متعلق ہوگا
کیونکہ اوس کتبخانہ کے حصے سنہ ۳۹ء مین سیزر کے عہد مین اور تھیوڈوسیس کے
عہد مین برباد ہو چکے تھے" ۔

واقعہ مفروضہ کی تحقیق اصول درایت سے

اب ہم اصول درایت کے معیار سے اس واقعہ کی صحت و عدم صحت کا اندازہ
کرنا چاہتے ہین ۔ واقعہ مذکورہ کو ابو الفرج (جو اس فرضی قصہ کا موجد اول ہی) نے
جن خصوصیتون کے ساتھہ بیان کیا ہی وہ تو اسقدر لغو ہین کہ عموماً تمام یورپین مورخین
موافق ہون یا مخالف ۔ اوسکو افسانہ باطل سمجھتے ہین ۔ پروفیسر ڈساسی جنہون
نے بڑے زور شور سے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی تسلیم کیا ہی کہ ابو الفرج کے
بیان مین جو تفصیلین ہین صحیح نہین ۔ برٹش انسائیکلوپیڈیا کے لکھنے والون نے

بہی اوسکی ہنسی اوڑائی ہی - اور درحقیقت ایک کتبخانہ کا حماموںنین جنکی تعداد چار ہزار رہتی)
تقسیم کیا جانا اور چھہ مہینہ تک کتابون کا جلتا رہنا اور ایندہن کے کام آنا - افسانہ کے
سوا اور کیا ہوسکتا ہی؟ ابوالفرج نے اگرچہ مصر کے تمام حماموںکی تعداد نہین بتائی
لیکن یہہ صحیح طور پر معلوم ہی کہ وہ چار ہزار تھے - اس لیئے حمامہائے مصر اور چار ہزار
کی تعداد کو لازم و ملزوم سمجھنا چاہیئے جیسا کہ اکثر یورپین مؤرخون نے سمجھا ہی - اب اگر
دیکھا جائے کہ اس تناسب کی روسے فی حمام ہر روز کیا تعداد پڑتی ہی تو معلوم ہوگا کہ
ہر روز فی حمام ایک کتاب کا بہی پرتہ نہین پڑتا بلکہ نصف کتاب سے متجاوز نہین ہوتا
یا تو حمام ایسے مختصر تہے کہ ایک دن کے لیئے ایک کتاب بلکہ نصف کتاب کافی ہوتی
تہی - یا کتابین اس قدر ضخیم تہین کہ ایک کتاب کا آدہا حصہ حمام کے لیئے سارے
دن ایندہن کا کام دیسکتا تہا -

یہہ بہی مسلم ہی کہ اوس زمانہ مین کتابین چمڑیکے کاغذ پر لکہی جاتی تہین جو ایندہن کا
کام نہین دیسکتا تہا - اسلیئے کتابون کا اس کام کے لیئے استعمال کرنا اور بہی بیہودہ
معلوم ہوتا ہی - ڈریپر صاحب لکہتے ہین کہ "ہمکو یقین ہی کہ اسکندریہ کے حمام والے
جبتک کوئی اور شی جلانے کے لیئے پاسکتے تہے انہون نے چمڑے کا کاغذ
(جسپر کتابین لکہی تہین) نہین جلایا ہوگا اور ان کتابون کا بہت بڑا حصہ چمڑے
ہی کے کاغذ کا بنا ہوا تہا" -

اس قصہ کے گہڑنیوالون نے یہہ قصہ مسلمانون کے بدنام کرنیکے لیئے گڑہا لیکن اونکو یہہ خیال

نہ آیا کہ اوسکی وجہ سے مسلمانون سے زیادہ عیسائی موجب الزام ٹھہرتے ہین عمرو بن العاص نے بفرض محال اسقدر کیا کہ کتابین حماموں مین بہجوادین۔ لیکن حمام والے جسقدر تہے عیسائی تہے وہ کتابون کو بچا سکتے تہے اور بچاے اوسکے اور اپنے ذہن سے کام لے سکتے تہے۔ عمرو بن العاص نے اسکے بعد اسکندریہ مین چہہ مہینہ تک قیام بہی نہین کیا تہا کہ اونکی بازپرس کا ڈر ہوتا۔

اگرچہ یہہ سرسری اور عام فہم قیاسات واقعہ مفروضہ کے ابطال کے لیئے کافی ہین لیکن زیادہ تدقیقات سے اور بہی اوسکی رہی سہی قلعی کہلجاتی ہے۔ اس واقعہ کو اگر ہم درایت کی نگاہ سے دیکہنا چاہین توہمکو ان امور پر لحاظ کرنا ہوگا۔ اسکندریہ پر کسطرح اور کن شرائط کے ساتہہ قبضہ کیا گیا؟۔ اس حیثیت سے اور ممالک جو فتح ہوے وہان کیا برتاؤ ہوا؟ اس قسم کے موقعون مین حضرت عمر کا عموماً طرز عمل کیا تہا؟۔ عمرو بن العاص۔ کا ذاتی میلان اور مذاق طبیعت کیا تہا؟۔

اسکندریہ کے علمی خزانون کے آثار اسلام مین ملتے ہین یا نہین؟۔ ان مین سے ہر سوال کا جواب اس بحث کا کم و بیش فیصلہ کر سکتا ہے۔

یہہ امر تمام صحیح تاریخون سے ثابت ہے کہ اسکندریہ فتح ہونیکے بعد ذمیانہ عہد مین داخل ہو گیا یعنی وہان کی تمام رعایا ذمی قرار دی گئی۔ فتوح البلدان بلاذری مین جو نہایت قدیم تصنیف ہے اور جسکا مصنف تمام واقعات اپنی سند و روایت سے بیان کرتا ہے لکہا ہے۔

ثم ان عمرو فتحها بالسیف وغنم ما فیھا واستبقے اھلھا ولم یقتل ولم یسب وجعلھم ذمیۃ	یعنی عمرو نے اسکندریہ کو تلوار سے فتح کیا اور غنیمت لوٹی اور وہانکے لوگونکو باقی رکہا اور قتل و قید نہین کی اور لوگونکو ذمی قرار دیا

مصر وغیرہ کن شرائط کے ساتھہ فتح ہوے

یہی الفاظ ابن الاثیر و ابن خلدون وغیرہ مین بہی ہین —

ذمیون کے جو حقوق قرار دیئے گئے تھے اون مین سب سے مقدم یہ تہا کہ اونکی جان — مال — نقد — اسباب — مویشی — مکانات وغیرہ سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا جائیگا — فارس و شام — کی فتوحات مین جو تحریری معاہدے ذمیون سے ہوے وہ تمام تاریخون مین منقول ہین اور سب مین اس حق کا خاص لحاظ رکہا گیا ہی — خود مصر کے معاہدے کے یہ الفاظ ہین

ھذا ما اعطے عمرو بن العاصی اھل مصر من الامان علی انفسھم ودمھم واموالھم وکانتھم وصاعھم ومدھم وعددھم	یعنی عمرو بن العاص نے اہل مصر کو اونکی جان — خون — مال — صاع — مد کو امان عطا کی —

معجم البلدان مین ایک اور صحیح روایت سے نقل کیا ہی کہ معاہدے مین یہ الفاظ یا مضمون داخل تہا —

وان لھم ارضھم واموالھم لا یتعرضون فی شئی منھا یعنی اونکی زمین اور مال اونہین کا رہیگا اور اون مین سے کسی چیز مین تعرض نہ کیا جائیگا

ذمیون کے ساتھہ حضرت عمر کا عام برتاو —

اہل ذمہ کے ساتھہ حضرت عمر کا جو طرز عمل تہا اوسکی پوری تفصیل کا تو یہہ موقع نہین ہی لیکن اجمالاً اسقدر رکہنا ضرور ہی کہ انہون نے ذمیون کی جان و مال کو ہمیشہ مسلمانون کی جان و مال کے برابر سمجہا — شہر حیرۃ مین ایک مسلمان نے ذمی کو قتل

کرڈالا تھا اوسکے بدلے مسلمان کے قتل کا حکم دیا اور اس حکم کی علانیہ تعمیل کرائی
مفلس ذمیون کے لیئے بیت المال سے روزینے مقرر کیئے - فارس و شام کی تمام
فتوحات مین گرجے اور معبد محفوظ رکھے - اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مرنے کے وقت
جو تین وصیتین کین اونمین ایک یہہ تھی -

اوصی الخلیفة من بعدی بذمة رسول الله صلے الله علیه وسلم ان یوفی لهم بعهدهم وان یقاتل من ورائهم ولا یکلفوا فوق طاقتهم -	میرے بعد جو خلیفہ مقرر ہوگا اوسکے لیئے مین رسول اللہ کے ذمہ پر وصیت کرتا ہون کہ ذمیون کے معاہدون کو بجالائے اور اونکی حفاظت کے لیئے اونکے دشمنون سے لڑے اور اونکو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دیجائے

یورپ کی متعصب مصنفین اگرچہ حضرت عمر کی شدت اور جبروت کے شاکی ہین لیکن اس سے انکار
نہین کرسکتے کہ جسوقت جو کچھہ اونکی زبان و قلم سے نکلا وہ اوسیطرح برتا بھی گیا متعصب سے
متعصب مورخین عیسائی - اونکی تمام زندگی کا ایک واقعہ بھی نہ بتا سکے جس مین اونکا
عمل - قول کے مخالف تھا -

جب یہہ مسلم ہی کہ اسکندریہ والے **ذمی** قرار دیئے گئے - اور ذمیون کے ساتھہ
جو کچھہ حضرت عمر کا طرز عمل تھا وہ تفصیلاً معلوم ہی تو کیونکر ممکن ہی کہ اسکندریہ والونکی
ایک بڑی یادگار (کتب خانہ) کو اس بیرحمی سے برباد کیا جاتا؟ کیا یہہ کتب خانہ مسلمانونکو
گرجاؤن اور آتشکدون سے زیادہ ناگوار ہوسکتا تھا؟ تمام ممالک مفتوحہ مین جب سیکڑون
ہزارون گرجے اور آتشکدے قائم رکھے گئے اور اونکی حفاظت کے لیئے تمام فرامین

مین یہہ خاص الفاظ لکھے گئے۔

لا یہدم لہم بیعة ولا کنیسة داخل المدینة ولا خارجها۔	یعنی کوئی گرجا اور عبادتگاہ ڈہایا نجائیگا۔ نہ شہر کے اندر اور نہ باہر۔

تو کتبخانہ کی نسبت ایسا ظالمانہ برتاو کیونکر قیاس مین آسکتا ہی۔

سچ یہہ ہی کہ ابو الفرج کو (جو اس فرضی قصہ کا موجد ہی) جھوٹ بولنا بھی نہین آتا تھا وہ اگر اس واقعہ کو عین محاصرہ اور فتح کی حالت مین بیان کرتا تو قیاس مین آسکتا تھا کیونکہ حملہ و مقابلہ کا جوش کسی چیز کی پروا نہین کرتا۔ لیکن یہہ تسلیم کرکے کہ شہر کو امن دیدیا گیا اہل شہر ذمی قرار دیدیئے گئے۔ حملہ اور معرکہ آرائی کا جوش تھم چکا۔ اوسوقت ایسا ظالمانہ عمل۔ صرف ابو الفرج ہی کے قیاس مین جائز ہوسکتا ہی۔ پروفیسر سدیو نے اسی بنا پر ابو الفرج کے بیان کو ناقابل اعتبار سمجھا ہی۔ وہ لکھتے ہین کہ "جب یہہ تسلیم کیا جاتا ہی کہ فتح کے پہلے وہلہ مین شہر غارت نہین کیا گیا تو یہہ یقین کرنا مشکل ہی کہ ایسے وحشیانہ کام کا اوسوقت حکم دیا گیا ہو جبکہ فاتحین کا خون سرد ہو چکا تھا"۔

عمرو بن العاص کا مذاق طبیعت۔

عمرو بن العاص۔ کی قابلیت اور مذاق کا خود ابو الفرج نے اعتراف کیا ہی۔ چنانچہ وہ یحیی نحوی کے تذکرہ مین لکھتا ہی۔

دخل علی عمرو وقد عرف موضعه من العلوم فاکرمه عمرو وسمع من الفاظه الفلسفية التي لم تکن للعرب بها	یعنی وہ (یحیی نحوی) عمرو کے پاس حاضر ہوا۔ عمرو نے اوسکے علمی مرتبہ سے واقف ہوکر اوسکی عزت کی۔ عمرو نے اوس سے فلسفیانہ الفاظ سنے جس سے عرب

السنّة ماهاله وکان عمرو عاقلاً حسن الاستماع صحیح الفکر فلازمه وکان لا یفارقه ۔	کبھی مانوس نہ تھے اس لیے وہ اوسپر مفتون ہوگیا اور عمرو عاقل ۔ خوش فہم صحیح الفکر شخص تھا اسلیے اوسنے یحیی نحوی کی صحبت کو لازم پکڑلیا اور اوسکو کبھی چھوڑتا نہین تھا

اب خیال کرو کہ ایسا قابل اور علم دوست شخص جسنے باوجود مذہبی جوش کے ایک عیسائی عالم کو اپنا رفیق و ہمدم بنا لیا ہو ۔ اسکے ساتھ اوسکو علمی مباحث بلکہ فلسفہ کا چسکا پڑچکا ہو وہ اس بیرحمی سے مدت تک کتبخانہ کو برباد کراتا جو ایک جاہل سے جاہل شخص بھی نہین کرسکتا ۔ مانا کہ وہ خودمختار نہ تھے لیکن حضرت عمر کو جو خط لکھا تھا اوسمین کتبخانہ کے لیئے سفارش تو کرسکتے تھے ۔ عمرو نے بہت سے کامون مین اکثر زور ڈالکر حضرت عمر سے اجازت حاصل کی تھی ۔ مصر و اسکندریہ پر لشکرکشی کے لیئے حضرت عمر کسی طرح راضی نہوتے تھے ۔ عمرو نے اونکو مجبور کیا اور ذمہ داری کی کہ اوسکا فتح کرنا کچھہ مشکل نہین ۔ اوس وقت حضرت عمر نے اجازت دی ۔ بلکہ علامہ بلاذری (جو نہایت مشہور اور مستند مؤرخ ہی) کی روایت کے موافق عمرو بن العاص نے حضرت عمر کی اجازت کا بھی انتظار نہ کیا اور مصر کو روانہ ہوگئے ۔ اور یہہ تو عموماً مسلم ہی کہ مصر و اسکندریہ کی فتح جس شرط پر ہوئی اور معاہدہ مین جو شرطین قلمبند ہوئین وہ بالکل عمرو نے اپنی راے سے لکھین ۔ حضرت عمر کو اونکی اطلاع البتہ دی اور انھوں نے اوسکو منظور کرلیا ۔ کیا کتبخانہ کی نسبت عمرو بن العاص ایسا نہین کرسکتے تھے؟ ۔

اس سے زیادہ تعجب یہہ ہی کہ عمرو بن العاص نے اسکندریہ کی فتح کے بعد دریاے

خلافت مین جو خط بہیجا اوسمین ایک ایک چیز کی تفصیل کی ہی چنانچہ فتح کے ذکر کے بعد
لکہا ہی کہ اُس شہر مین چار ہزار حمام ۔ چار ہزار قصر ۔ چالیس ہزار خراجگزار ۔ یہودی ۔
چار سو شاہی سیر گاہین ۔ بارہ ہزار باغ جنکی ترکاری بکتی ہی ۔ موجود ہین " لیکن ان
تفصیلون مین ہمکو اپنے دوست ابوالفرج کے فرضی کتبخانہ کا کہین پتہ نہین چلتا ۔

تمام واقعات تاریخی پر غور کرنے سے حقیقت واقعہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ اسکندریہ
مین جسقدر قدیم کتبخانہ تہے اسلام کے زمانہ سے پہلے ہی برباد ہو گئے تہے ۔
جسکے اسباب واتفاقات مؤرخون نے بہ تفصیل لکہے ہین لیکن ان آفتون پر بہی علمی
آثار بالکل معدوم نہین ہو گئے تہے ۔ اور ایک ایسے شہر مین جو سیکڑون برس تک دار العلوم
رہ چکا تہا علمی یادگارون کا یکلخت معدوم ہو جانا ممکن بہی نہ تہا ۔ چنانچہ زمانۂ اسلام
سے کسی قدر پہلے اسکندریہ مین سات نہایت مشہور طبیب اور فلاسفر موجود تہے جنکے
یہہ نام ہین ۔ اسطفن ۔ جاسیوس ۔ تادودسیوس ۔ اکیلاوس ۔ انفیلاوس ۔
فلادیوس ۔ یحییٰ النحوی ۔ ان سب مین یحییٰ النحوی نے زیادہ عمر پائی اور عمرو بن العاص
کے زمانہ تک زندہ رہا ۔ اسکندریہ کے قدیم کتبخانے تو بہت پہلے برباد ہو چکے تہے
لیکن اخیر زمانہ مین جو علمی سرمایہ مہیا ہوا تہا وہ اسلام کی فتح کے وقت موجود تہا اور زمانۂ
مابعد تک بہی باقی رہا چنانچہ دولت عباسیہ کے زمانہ مین جب علمی یادگارونکی تلاش ہوئی تو
اسکندریہ سے معتدبہ ذخیرہ ہاتہ آیا ۔ ہرون الرشید و مامون الرشید و متوکل باللہ
کے عمال جو شام فلسطین ۔ ایشیاے کوچک سائپرس ۔ مین فلسفی اور طبی تصنیفات

ڈہونڈہتے پہرتے تہے اسی غرض سے اسکندریہ بہی گئے تہے اور بہت سی کتابین حاصل کین - حنین بن اسحٰق نے لکہا ہی کہ جالینوس کی کتاب البرہان کی تلاش مین مین جزیرہ و شام - فلسطین - مصر کے تمام شہرون مین پہرا یہانتک کہ اسکندریہ پہونچا لیکن کتاب مذکور کا کہین پتہ نہ چلا - صرف دمشق مین اوسکے چند حصے وہ بہی بے ترتیب ملے" حنین - کو اگرچہ اس کتاب کے ملنے مین اس وجہ سے ناکامی ہوئی کہ قدیم کتب خانے اسلام سے پہلے ہی برباد ہوچکے تہے - لیکن زمانہ مابعد کی تصنیفات جو شروع اسلام تک محفوظ تہین تقریبًا کل ہاتہ آئین - جن سات حکیمونکا اوپر ذکر ہوا اونکی تمام تصنیفات محفوظ ملین اور عربی زبان مین اونکے ترجمے کیئے گئے - یحیی نحوی کی کتابون کے ساتہہ زیادہ اعتنا کیا گیا چنانچہ اوسکی جسقدر کتابین عربی زبان مین ترجمہ کی گئین اون مین سے چند یہ ہین -

یحیی نحوی کی تصنیفات -

تفسیر کتاب فاطیغوریاس لارسطو - تفسیر کتاب انالوطیقا ے الاولی لارسطو - تفسیر کتاب انالوطیقا ے الثانی لارسطو - تفسیر کتاب طوبیقا لارسطو - تفسیر کتاب السماع الطبیعی لارسطو - تفسیر کتاب الکون والفساد لارسطو - تفسیر کتاب ما بال لارسطو - تفسیر کتاب الفرق لجالینوس - تفسیر کتاب الصناعۃ لجالینوس - تفسیر کتاب النبض الصغیر لجالینوس تفسیر کتاب اغلوقن لجالینوس - تفسیر کتاب الاسطقسات لجالینوس - تفسیر کتاب القوی الطبیعۃ لجالینوس - تفسیر کتاب التشریح الصغیر لجالینوس - تفسیر کتاب العلل والاعراض لجالینوس - تفسیر کتاب تعرف علل الاعضاء الباطنۃ لجالینوس - تفسیر

کتاب النبض الکبیر لجالینوس ۔ تفسیر کتاب الحمیات لجالینوس ۔ تفسیر کتاب البحران لجالینوس
تفسیر کتاب ایام البحران لجالینوس ۔ تفسیر کتاب منافع الاعضاء لجالینوس ۔ تفسیر کتاب
تدبیر الاسحار لجالینوس ۔ تفسیر کتاب المزاج لجالینوس ۔ جوامع کتاب التریاق
لجالینوس ۔ جوامع کتاب الفصد لجالینوس ۔ کتاب الرّد علی برقلس ۔ کتاب فی ان کل
جسم متناہ فقوتہ متناہیۃ ۔ کتاب الرّد علی ارسطو ۔ کتاب الرّد علی نطورس ۔ شرح کتاب
ایساغوجی لفرفوریوس ۔ انکے سوا اور بہی کتابین ہین جنکی تفصیل طبقات الاطبا و کتاب
الفہرست لابن الندیم مین ملتی ہی۔ اگر اسکندریہ کا کتب خانہ عمرو بن العاص کے زمانہ مین
برباد ہوا ہوتا تو سب سے پہلے یحیی النحوی کی تصنیفات برباد ہونی چاہیئے تہین جو
عمرو بن العاص کا ہمعصر اور بقول ابو الفرج کے کتب خانہ مذکور کا مہتمم تہا۔

غرض مصر و اسکندریہ وغیرہ مین اسلام کے زمانہ تک جو سرمایہ محفوظ رہ گیا تہا وہ
ہرگز ضائع نہین ہونے پایا البتہ جو کچہہ اسلام سے پہلے تلف ہو چکا تہا اوسکو وہ
دوبارہ پیدا نہین کر سکتا تہا۔ ہمکو تاریخون سے اسبات کا بہی پتہ لگتا ہی کہ نہایت
قدیم زمانہ کی بہی کوئی چیز اگر زمانہ اسلام تک کسی وجہ سے محفوظ رہ گئی تو وہ ہرگز برباد
نہین ہونے پائی بلکہ زمانہ مابعد مین نہایت قدردانی کے ساتہہ یادگار کے طور پر
اوسکو محفوظ رکہا گیا۔ ابن الہندی نے جو مصر کا رہنے والا اور علم اصطرلاب کا بڑا
ماہر تہا لکہا ہی کہ وزیر ابو القاسم علی بن احمد الجرجانی نے ۴۳۵ھ ہجری مین قاہرہ کے
کتب خانہ کا جائزہ لیا اور قاضی ابو عبد اللہ القضاعی و ابن خلق وراق کو حکم دیا کہ کتابون

کی فہرست تیار کرین اور جلدین جو خراب ہوگئی ہین اونکی مرمت کرائین - مین بہی اون دونون بزرگون کے ساتہہ اس غرض سے وہان گیا کہ اپنے مذاق کی کتابون کی سیر کرون چنانچہ صرف نجوم و ہندسہ و فلسفہ کے متعلق جو اجزا تہے اونکی تعداد چہہ ہزار پانسو تہی - یہین مین نے تانبے کا ایک کُرہ دیکہا جو بطلیموس کے ہاتہہ کا بنا ہوا تہا مین نے اوسکی قدامت کا اندازہ کرنا چاہا تو حساب سے ثابت ہوا کہ دو ہزار دو سو پچاس برس کی مدت کا ہی - یہین مجہہ کو ایک اور کُرہ ملا جو چاندی کا تہا اور جسکو ابو الحسن صوفی نے عضد الدولہ کے لیئے بنایا تہا اوسکا وزن تین ہزار درہم تہا اور تین ہزار دینار (پندرہ ہزار روپیے) کو خریدا گیا تہا"۔

بطلیموس کے ہاتہہ کا بنا ہوا کرہ -

اگرچہ ہمنے اس بحث کو مجتہدانہ اصول کے ساتہہ طے کر دیا ہی اور اس وجہ سے ہمکو اسکی کچہہ پروا نہین کہ یورپ کے مورخین ہمارے ہمزبان ہین یا نہین - تاہم تقلید پسندون اور بالخصوص اون لوگون کی تسلی کے لیئے جنکو یورپ کے ساتہہ نہایت حسن عقیدت ہی یہ کہہ دینا ضرور ہی کہ واقعہ مفروضہ گو ایک زمانہ مین تمام یورپ مین تسلیم کیا جاتا تہا لیکن جسقدر تاریخی تحقیقات کو ترقی ہوتی گئی اوسی نسبت سے اوسکی تصدیق کا زور گہٹتا گیا - یہانتک کہ حال کے مصنفین مین زیادہ تر اونہی لوگون کی تعداد ہی جو اوسکو غلط اور مشکوک واقعہ قرار دیتے ہین - آج تک اسقدر رہا ہی اور امید ہی کہ وہ دن بہی آئے جب زیادہ غور اور تحقیق کے بعد تمام یورپ متفق ہوکر علانیہ کہدے کہ

مصرعہ ہم الزام اون کو دیتے تہے قصور اپنا نکل آیا۔

ضمیمہ

تمہید

کتب خانہ اسکندریہ کی بربادی کا ذکر اثباتاً یا نفیاً اگرچہ یورپ کے اکثر مورخون نے کیا ہی لیکن جن مصنفون نے اسپر تفصیلی اور مستقل مضامین لکھے اور جو ہماری نگاہ سے گذرے صرف تین ہین۔ مسٹر وایٹ۔ پروفیسر ڈساسی پروفیسر کریل۔ پروفیسر ڈساسی کے آرٹکل کا خلاصہ بلکہ قریباً پورا آرٹکل ہمارے مضمون مین نقل ہوچکا ہی۔ باقی دو مصنفون کے مضمون کا بعینہ ترجمہ ہم شائع کرتے ہین جس سے متعدد فائدے حاصل ہوسکتے ہین۔

۱۔ جو یورپین مورخ اس واقعہ کی اثبات کے درپے ہین اون مین سب سے مدلل اور پرزور تقریر مسٹر وایٹ کی خیال کیجاتی ہی چنانچہ مسٹر گبن نے اس واقعہ کے ثبوت مین بڑے دعوی سے اونھین کا حوالہ دیا ہی۔ اس لیے مسٹر وایٹ کے آرٹکل کے ترجمہ شائع کرنے سے یہ فائدہ ہی کہ ہمارے ناظرین اندازہ کرسکین کہ مسٹر موصوف

نے اپنے دعوی کے ثبوت مین کیسی وہمی اور دور از کار دلیلین پیش کی ہین۔ اس سے یہہ بھی ظاہر ہوگا کہ یہ واقعہ اسقدر بے اصل ہے کہ اوسکے ثابت کرنے مین بڑے بڑے مصنفین کو بالآخر عاجز اور درماندہ ہونا پڑتا ہے۔

۲۔ اسی کے مقابل پروفیسر کریل کے مضمون سے (جو اس واقعہ کے منکر ہین) ظاہر ہوگا کہ اس واقعہ کے نفی کے دلائل بمقابلہ ثبوت کے کسقدر قوی اور قابل اطمینان ہین۔

۳۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یورپین مؤرخون کے طرز استدلال سے واقفیت ہوگی جس سے ظاہر ہوگا کہ اونکا طرز بحث ایسا ہے جس سے بہت سی فضول اور بیفائدہ نئی بحثین پیدا ہوجاتی ہین اور اصل بحث اکثر نامختتم رہ جاتی ہے یعنی اونکا قطعی فیصلہ نہین ہوتا۔ چنانچہ یہ امر مسٹر وایٹ اور پروفیسر کریل دونون کی تحریر سے واضح ہے۔ اب ناظرین دونون مضمون نگارون کی تحریرون کو ملاحظہ فرمائین۔

مضمون

متعلق کتب خانہ اسکندریہ بزبان جرمن

نوشتہ

وان لوڈف کریل *Van Ludaf Krell*

جسکو اونھون نے اجلاس چہارم اورنٹیل کانفرنس منعقدہ ستمبر ۱۸۷۸ع بمقام فلارنس پڑہا۔

ترجمہ

عالی جناب شمس العلما مولوی سید علی بلگرامی بی اے۔ بی ایل۔ جیالوجسٹ۔

انسپکٹر جنرل معدنیات حیدرآباد دکن۔

ہمیشہ سے اہل عرب کے ذمہ یہہ شدید الزام لگایا گیا ہی کہ یہی تھے جنھون نے سنہ ۶۴۲ع مین اسکندریہ کو فتح کرنیکے وقت وہان کا عجائب خانہ اور اوسکے ملحق کتب خانہ کو جلایا۔ یہہ الزام عربون پر قائم کرنے والے خود مشہور عرب مورخین[1]

---

[1] اس جگہہ ہمارے لائق مضمون نگار نے عجیب غلطیان کی ہین۔ فرماتے ہین کہ یہہ الزام خود عرب معتبر مورخون نے

مثل عبداللطیف - مقریزی - حاجی خلیفہ وغیرہ کے ہین - یہہ مورخین اسقدر معتبر ہین
اور اسلام کی کل تاریخ اور اسلام کی حالت ترقی کے بارہ مین اونکا بیان اسقدر معتبر ہی کہ
اس خاص معاملہ مین اونکے بیان کو غیر معتبر سمجھنے کی جرأت نہین پڑتی - اور جب اسکے ساتھ
ہی اسلام کی مخالفت پر جو اونکو غیر مذاہب کے ساتھہ (خصوصًا اوائل مین) تہی غور کیا
جاے تو اس واقعہ کے نہ یقین کرنیکی کوئی وجہ باقی نہین رہتی - خود حاجی خلیفہ لکہتا ہی کہ
"اوائل سنین اسلام مین مسلمان بجز علوم عربی متعلقہ زبان عربی و قرآن و احکام قرآنی اور طب
کے کسی علم کو اپنے مذہب کیواسطے خالی از خطر نہین سمجہتے تہے - اور اونکی اس علیحدگی
کی وجہ ظاہرا یہہ معلوم ہوتی تہی کہ وہ اپنے مذہبی اعتقادات کو اسی ذریعہ سے کل بیرونی
اور خطرناک اثرون سے محفوظ رکہنے کی امید رکہتے تہے - اونکو یہہ خوف تہا کہ جسقدر
زیادہ وہ اور علوم مین اپنے کو مشغول کرینگے اوسیقدر اونکے جدید مذہب مین فرق آویگا"
حاجی خلیفہ (جلد اول صفحہ ۷) صاف لکہتا ہی کہ "اونکو اپنے مذہب کا غلو اس قدر تہا کہ
وہ کل کتابون کو جو عربی زبان مین نہین ہوتی تہین جلا دیتے تہے" - یہہ بیان اسلام کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸ لگایا ہی - حالانکہ آگے چلکر خود تسلیم کیا ہی کہ قدیم مورخین عرب مین سے اس واقعہ کا کسی نے ذکر نہین کیا ہی - عبداللطیف کو مشہور اور نامور مورخ بتاتے ہین اور اسی مضمون مین دوسرے موقع پر لکہا ہی کہ "عبداللطیف کوئی مورخ نہ تہا" - حاجی خلیفہ و مقریزی نے جس طرح اس واقعہ کو لکہا ہی اوسکو ہم اپنے مضمون مین لکہہ آئے ہین ناظرین اوس موقع کو ملاحظہ فرمائین -

شبلی -

تنگ خیالون کا کسیقدر متاخر کیون نہو (حاجی خلیفہ کا سن وفات ۱۰۶۷ھ ہی) تاہم اسمین شک نہین کہ یہہ اوس زمانہ کی پست خیالی کی ایک سچی تصویر ہمارے سامنے پیش کرتا ہی اور اس پست خیالی کا باعث مذہبی تعصب ہی۔

جہان کہین عربون نے اپنی سرحد سے قدم باہر رکھا انہون نے غیر ملکونکے علوم کو علی الخصوص مذہبی علوم کو نیست و نابود کر دیا اور حکم قرآنی کے بموجب اشاعت دین محمدی کے فرض کو ادا کیا اور اوس مذہب کی اشاعت مین جو کچہہ موانع پیش آیے اون سبکو دور کیا اور جہانتک اونسے ممکن تہا نعمت اسلام کو تمام عالم کیواسطے عام کرنیکی کوشش کی۔ حکم قرآنی کے بموجب یہہ مذہب اسواسطے دنیا مین نہین آیا کہ محض اقوام عرب ہی تک جو کہ بہترین اقوام عالم ہین محدود رہے بلکہ اسواسطے آیا کہ تمام دنیا کا مذہب اسلام ہی ہو جاوے اور ہر مسلمان کا فرض ہی کہ اس مذہب کی اشاعت مین جہاد کرے اور کل اون اعتقادات کو جو کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے خلاف ہون نیست و نابود کر دینے کی کوشش کرے۔[۱]

اگرچہ مذہب کی تعلیم تو وہی ہی جیسا کہ اوپر لکہا گیا لیکن عمل مین اسقدر سختی نہ تہی اور فتوحات شام و مصر و ایران کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ جزیہ کا دینا کفار کو موت اور غلامی سے نجات دیدیتا تہا۔ اور علی الخصوص یہود و نصاریٰ کے ساتھہ جو اہل کتاب مین سے تہے بہت زیادہ نرم برتاؤ ہوتا تہا۔

---

[۱] افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب باوجود عربی دانی کے مسائل جہاد و اشاعت اسلام کے متعلق ایسے غلط اور مہمل خیالات رکھتے ہین۔ ذلک مبلغہم من العلم

بتدریج ابتدائی جوش کم ہوگیا اور کچھہ تو اصلی سپاہیانہ عقلمندی کا مقتضا ہوا اور کچھہ اعلیٰ درجہ کے خیالات کا اثر لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ اوس کتابی سختی مذہبی اور اوسکے عمل مین فرق ہونے لگا اور غیر مسلم مفتوحہ قومون کے ساتھہ برتاؤ مین رعایت ہونے لگی - بالآخر یہ دستور العمل کل ممالک مفتوحہ مین جاری ہونے لگا - اور طریقہ سلوک اسپر موقوف ہوگیا کہ کسی خاص سپہ سالار کو مفتوحہ اقوام کی نسبت خلیفہ کی طرف سے کس قسم کی ہدایت ملی ہی - خود خلفا اسقدر مختلف المزاج ہونے لگے اور اونکے مختلف زمانون مین مختلف اثر اس قسم کے پڑنے لگے کہ یہ ہرگز نہین کہا جاسکتا کہ عملاً قوم مفتوحہ کے ساتھہ بہت زیادہ سختی کیجاتی تھی - مثلاً خود خلیفہ اول اور خلیفہ دوم کے مزاجون مین کسقدر فرق تھا - ابوبکرؓ مین رحم اور جوش تھا - برخلاف اسکے عمرؓ سے زیادہ سخت اور شدت کے ساتھہ منصف اور راستباز شخص خیال کرنا مشکل ہی اور اونکو اسلام کی سلطنت مغربی کا بانی کہنا نہایت درست ہی - خود زمانہ رسالت مین کل اسلام کی لڑائیون مین جسمین عمر موجود تھے بدر مین اور خیبر مین انہون نے اپنی جوانمردی اور سپہسالاری کا ثبوت علی روس الاشہاد دیا - اور جسوقت ۶۳۴ء مین ابوبکرؓ کے بعد اور اونکے خاص انتخاب کی بنا پر وہ خلیفہ اسلام ہوے تو اونکا پہلا کام نجران کے نصاریٰ اور خیبر کے یہودیون کو نکالنا تھا - رسالت مآب نے اپنی وفات کے وقت یہ خواہش بیان کی تھی کہ خود عربستان مین جو خاص مقام رسالت تھا سوائے مذہب اسلام کے اور کوئی مذہب نہ رہنے پائے - پس اس اخیر وصیت نبوی کا پورا کرنا اونکے خلیفہ کا

پہلا فرض تہا۔ لیکن ابوبکرؓ نے پولیٹکل وجوہات سے اس وصیت کے پورا کرنے کا ارادہ نہین کیا۔ مگر عمرؓ نے اپنی خلافت مین پہلا کام ہی کیا اور یہود اور نصاریٰ عرب کو اپنے اصلی وطن سے نکال باہر کیا۔

(اسلام قبول کرنے سے پہلے جس شدت سے عمرؓ مخالف دین اسلام تہے اور خود رسالت مآب کے ساتہہ اونکو جسقدر دشمنی تہی (یہانتک کہ انہون نے ایک مرتبہ ارادہ کرلیا تہا کہ رسالت مآب کو شہید کرڈالین) اوسیقدر مشرف باسلام ہونیکے بعد وہ شدت کے ساتہہ طرفدار اور دوست اور حامی تہہب اسلام بن گئے۔ اور خود رسالت مآب عمرؓ کے اس جوش اور فریفتگی کی قدر کرتے تہے۔ عمرؓ کا یہہ جوش اسلامی اخیر تک قائم رہا اور جس سختی کا وہ خود اپنے ساتہہ برتاؤ کرتے اور جسطرح ہر قسم کی لذات سے اپنے کو محروم کرتے اوسی سختی کو وہ دوسرون کے ساتہہ بہی کام مین لاتے تہے۔ اونکے احکام کی تعمیل حرف بحرف واجبات سے تہی اور جب خود اونسے کوئی امر خلاف حکم خدا ہوتا تہا تو اپنے قصور کے قائل ہوتے تہے۔ اس مزاج کے آدمی سے ہم البتہ توقع کرسکتے ہین کہ اوسنے اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلادینے کا حکم دیا ہوگا۔ جسوقت اونکے نزدیک محض دین محمدی ہی (جسکی اشاعت کو وہ اپنا فرض سمجہتے تہے اور اور جس دین کو انہون نے نہایت سچائی سے قبول کیا تہا) ایک سچی چیز دنیا مین تہی تو اونکا یہہ بہی فرض تہا کہ اس دین کے مخالف جتنے مذاہب تہے اونکے نیست و نابود کرنے مین حتی الامکان کوشش کرتے۔ اور جسوقت ایک مجموعہ کتابون کا ایسا

موجود ہو جسمین دین اسلام کی کچھہ تعلیم نہو تو ایسے مجموعہ کے نیست و نابود کر دینے کو وہ لازم اور فرض خیال کرتے - پس کل واقعات تاریخی اسکی تائید کرتے ہین کہ ان مؤرخین عرب کا بیان درست ہو - لیکن اوسکے ساتھہ ہی یہہ بہی ہے کہ یہہ بیانات تاریخی جسوقت اونپر غور کیا جاوے نہایت مشکوک اور خلاف قیاس معلوم ہوتے ہین - اور اونپر ہرگز یقین نہین ہوسکتا -

اس واقعہ کا سب سے زیادہ تفصیلی بیان ابوالفرج کے مختصر الدول صفحہ ۱۸۰ میں ہے[1] جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے یہہ سب سے زیادہ تفصیلی بیان اس واقعہ کا ہے اور اسمین بھی اون کتابون کا ذکر نہین ہے جو اسکندریہ کے کتب خانہ مین تہین بلکہ اون کتابونکا ذکر ہے جو خزانہ شاہی مین محفوظ تہین - اور میوزیم کے جلانے کا تو اطلاق اس بیان پر کسی طرح نہین ہوسکتا -

غور کرنا چاہیئے کہ یہہ بیان اوس شخص کا ہے جو خود ایک سُریانی نصرانی تہا - اور جو سُریانی اور نصرانی دونون زبانون مین لکھتا تہا اور جسکا زمانہ تیرہوین صدی کا وسط ہے - یعنی یہہ شخص اس واقعہ سے قریب چھہ سو برس مابعد تہا -

لیکن عمرو بن العاص کے محاصرۂ مدینہ و بالآخر فتح اسکندریہ کا بیان اور پرانی تاریخون مین بہی (مثل بلاذری وغیرہ کے) موجود ہے اور ان تاریخون مین ہر ایک واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھہ لکھا گیا ہے مثلاً

---

[1] ہم اپنے مضمون مین چونکہ ابوالفرج کی پوری عبارت کا ترجمہ نقل کر چکے ہین اس لیئے اس جگہہ اوسکا دوبارہ نقل کرنا بیفائدہ تہا - ۱۲ شبلی النعمانی

اسکندریہ کی مردم شماری حماموں اور باغوں کی تعداد اور اونکی پوری کیفیتین - مقدار جزیہ جو
قبطیون - نصاریٰ اور یہود سے مقرر کیا گیا وغیرہ وغیرہ امور نہایت بسط کے
ساتھہ درج ہین - لیکن ان تاریخون مین مطلقاً کتب خانہ جلانے کا ذکر نہین پایا جاتا
ایک ایسے عظیم الشان واقعہ کا ان قدیم تاریخون مین سے متروک ہونا نہایت
عجیب امر ہی - کیونکہ فی الواقع اتنے بڑے کتب خانہ کے جلا دینے کو اگر عظیم الشان
واقعہ نہ کہین تو کیا کہین - اگر مذہبی خیالات کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو خلیفہ عمر
کے ایسے حکم کی تعمیل کو ایک نہایت فخر اور مباہات کی بات سمجھنا چاہیے - اور ایسے
ایک واقعہ کا جسپر اسوقت کے مسلمان فخر کرسکین اور اوسکو ایک کار خیر سمجھین مطلقاً
تاریخ مین متروک ہو جانا ایک حیرت انگیز بات ہی - غرض ابو الفرج کے بیان کو مورخین
قدیم عرب کے بیان فتح اسکندریہ سے مطلقاً مطابقت نہین معلوم ہوتی -

محاصرۂ اسکندریہ چودہ مہینے تک رہا اور چونکہ سمندر کیطرف شہر بالکل کھلا ہوا
تھا یونانی جہازون کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً فوج اور خورد و نوش کی اشیا برابر آیا کرتی
تھین - یہہ بھی تاریخ مین صاف لکھا ہی کہ جو اشخاص متمول اسکندریہ مین تھے انہون
نے اپنا مال و متاع ان جہازون کے ذریعہ سے شہر کے باہر بھیجدیا - اور ان مین
سے بہت لوگ خود بھی نکل گئے - اور باقی ماندہ عربون کے متواتر اور متوالی حملون
کی تاب نہ لاسکے اور بالآخر شہر عربون کے ہاتھہ مین آگیا -

شہر مین داخل ہوتے ہی عرب سپاہیون نے سخت غل مچایا اور سب نے متفق اللفظ

ہوکر یہہ درخواست کی کہ باشندے بحیثیت غلامی کے اور کل اونکا مال ومتاع بحیثیت
غنیمت اون پر تقسیم کردیا جاوے - لیکن عمرو بن عاص نے اونکی اس خواہش کو
روکا اور اس امر کا فیصلہ خلیفہ عمر پر چہوڑا - خلیفہ کا رجحان رعایت کی طرف ہوا اور حکم
دیا کہ علاوہ فی کس دو دینار ٹیکس کے اور محاصل زمین کے جو متعلق مال کے ہیں
شہر سے ایک علحدہ خراج بہی لیا جاوے اور اوسپر اکتفا کی جاوے اور باشندون کی جان
ومال بالکل محفوظ رہین یہہ فیصلہ عمر کا بالکل حکم قرآنی کے موافق تہا - (دیکہو سورۃ التوبہ آیہ
۲۹) جس مین یہود اور نصاریٰ مفتوحین سے خراج لینے کے بعد اونکے کل حقوق ذاتی
ومذہبی آزادی قائم رکہنے کا حکم ہی - نہایت قرین قیاس ہی کہ عمر کا جو اسقدر سخت تہے
اس رعایت کو جائز رکہنے کا ایک باعث یہہ بہی تہا کہ چودہ مہینے کے محاصرہ کے بعد
شہر کا فتح ہونا ایک بہت بڑا باعث خوشی اور مسرت کا ہوا تہا -

قدیم مورخون نے اس واقعہ کو نہین لکہا -

جسوقت کہ قدیم مورخین کا بیان اسطرح پر ہی اور جو یقیناً مبنی ہی شہادت پر معاصرین
اور اون اشخاص کے جنہون نے ان واقعات کو بچشم خود دیکہا تہا تو اس بیان کی
ہمکو بہت زیادہ وقعت کرنی چاہیئے بہ نسبت اون مابعد کے بیانات کے جو اوس سے
اسقدر مختلف ہین کیونکہ قدیم مورخین کو جو روایات پہنچی تہین وہ بسبب قرب زمانہ کے زیادہ
صحیح تہین اور اون مین کسی قسم کی تحریف نہین آنے پائی تہی اور زبانی روایات کا بجنسہ
سچی طرح پر قلمبند کرنا ایک خاصہ ہی قدیم مورخین اسلام کا -

یہہ نہین کہا جاسکتا کہ مورخین قدیم کا سکوت اس وجہ سے مُبطل بیانات مابعد نہین

ہو سکتا کہ شاید انہون نے کسی خاص غرض سے اور عمداً اتنے بڑے واقعہ کو چھوڑ دیا ہو۔ کیونکہ اسطرح پیر ترک واقعات کا کرنا بالکل شان مورخین عرب ہی نہین بلکہ شان کل مورخین قدیم کے خلاف ہے۔

ان مورخین کے طرز تحریر پر اب ہم کسیقدر تفصیل سے غور کرینگے۔ انکے علم تاریخ مین سب سے نیچے کی سیڑھی کچھہ تو محض بڑی اور اہم واقعات ہم عصر کا قلمبند کرنا تہا اور کچھہ قومی شجرے تہے جنکو قدیم اقوام ابتدای زمانہ ہی سے نہایت ضروری اور با وقعت سمجھتے ہین۔ اس قسم کے شجرے اور اس قسم کے واقعات کی فہرستین خود پلیٹا ٹیک مین موجود ہین (مثلاً کتاب الاعداد مین ۳۳-۴۹ ہیود کی فوج کے کل مقامات جہان انہون نے دشت مین قیام کیا) اور فی الواقع یہی شجرے اور فہرستین جڑ اور بنیاد تاریخ کی ہین۔

قدیم مورخون کا طرز تحریر۔

یہی قدیم فہرستین واقعات کی وہ رشتہ خام ہین جنکو مورخین نے اپنی تاریخون مین بُنا ہی لیکن اوس مین کوئی تغیر نہین آیا ہی اور ہمیشہ تار و پود تاریخ مین علحدہ اور متمیز طور پر معلوم ہوتا ہی کہ یہہ پرانا مال ہے۔ دوسرے درجہ مین وہ زبانی روایات معاصرین ہین جو پشتہا پشت سے زبانی چلی آئی ہین اور مدت کے بعد قلمبند ہوئی ہین۔ اگر ان روایات کے راویون کے نامون کا ملنا کسی طرح بہی ممکن ہوا ہی تو انکو عرب مورخین قدیم نے نہایت اہتمام کے ساتھہ درج کیا ہے۔ اور اگر یہہ سلسلۂ روایات پورا ہی اور اسمین کی کوئی ایک کڑی بہی مفقود نہین ہوئی ہی تو پہر وہ روایت بالکل صحیح سمجھی جاتی ہی اگرچہ

اصل راوی اول جو ہمعصر تہا یا جسنے واقعہ کو بچشم خود دیکہا تہا کسی قدر غیر معتبر کیون نہو؟ اس اصلی واقعہ پر غور کرنا یا اصل راوی کے معتبر یا غیر معتبر ہونیکی تحقیق مورخین عرب ہرگز نہین کرتے تہے۔ اگر سلسلۂ روایات مین کہین اونکو اختلاف نظر آگیا اور وہ اختلاف بیان اول سے کسی قدر متبائن کیون نہو تو اوسکو بہی وہ بیان اول کے ساتہہ ہی ساتہہ نقل کر دیتے ہین۔ اور کبہی یہہ نہین لکہتے کہ ان بیانات متبائنہ مین کونسا بیان زیادہ وثوق کے قابل یا زیادہ قرین بصحت ہی۔ اگر مادہ تحقیق اونکا بہت ہی جوش مین آیا (اور ایک شاذ امر ہی) تو انہون نے ان بیانات کو لکہکر "واللہ اعلم" کا لفظ اوسکے بعد لکہہ دیا۔

اگرچہ اس طریقۂ تحریر سے مورخین عرب کی وقعت من حیث المورخین المحققین ہماری نظرون مین کم ہوجاتی ہی لیکن اوسکے ساتہہ ہی اون روایات کی جنکو انہون نے درج کیا ہی اور جن مین مطلقاً کسی قسم کا تصرف ہونے نہین پایا ہی من حیث الواقعات بہت زیادہ وقعت ہوجاتی ہی۔ جن اقوال اور تحریرات کو انہون نے نقل کیا ہی اونکے اصلی الفاظ تک مع تمام صرفی و نحوی غلطیون کے انہون نے قائم رکہنے کی کوشش کی ہی۔ اونکی کتابین ایک ذخیرہ ہین کچے تاریخی مادہ کا جنکے جمع کرنے مین کسی قسم کی قوت امتیازیہ صرف نہین کی گئی ہی۔ فی الواقع یہہ ایک مواد ہی جس سے چہان بین کرنے کے بعد ایک شخص باتمیز سچی اور درست تاریخ تیار کرسکتا ہی۔ جسکا نام تاریخ لکہنا ہی وہ بالکل عربون مین پایا ہی نہین جاتا نہ فقط قدیم زمانہ مین بلکہ زمانہ حال مین بہی۔ مثلاً **المقری** کو دیکہو جسکا زمانہ سترہوین صدی کے ابتدا مین ہی۔

یہہ شخص بالکل خشک واقعات کا لکھنے والا نہ تھا بلکہ اسنے اسپین کے مسلمانون کی پولیٹکل اور علمی ترقی کو بہی لکھنے کی کوشش کی ہی اور فی الواقع اوسکی تاریخ ایک خزانہ ہی بے انتہا مختلف قسم کے واقعات سوانح اور اطلاعات کا جنکے جمع کرنے مین بیحد محنت صرف کی گئی ہی۔ لیکن مقری بہی محض مؤلف ہی یہہ بات اوسمین بہی نہین ہی کہ اپنے ماخذون کی چہان بین کرے اور اون مین سے اپنے طور پر ایک تاریخ پیدا کرے۔

پس اگر مورخین عرب کی نسبت اخیر زمانہ مین بہی مولفین کا لفظ استعمال کیا جاوے تو یہہ لفظ مورخین متقدم کے اوپر بدرجہ اولی چسپان ہونا چاہیئے۔ اوائل اسلام مین ایک بہت بڑا ذخیرہ اقوال اور روایات اور حکایات معاصرین کا موجود ہی جسکے جمع کرنے مین سب بے انتہا محنت اور احتیاط صرف کی گئی ہی۔ خود زمانہ حیات حضرت رسالتمآب کے واسطے تو **مالک** کا مجموعہ اور صحیحین بخاری و مسلم موجود ہین اور اونکے بعد کے واقعات اور فتوحات اسلام کیواسطے تاریخ **طبری** ہی جسکے مصنف نے سنہ ۹۲۲ء مین بغداد مین وفات پائی یہ تاریخ طبری ایک مجموعہ ہی مختلف روایات (بعض صورتون مین ایک دوسرے سے متباین) اور اقوال متناقض کا مع اسماء رواۃ جنسے یہ مختلف روایتین منقول ہوئی ہین۔ اسکے بعد ابن اثیر نے اسی کو اپنا ماخذ بنایا۔ اگرچہ اوسنے کسیقدر روایات مین انتخاب کیا ہی۔ ابن خلدون نے (سنہ ۱۴۰۶ء) اس سے بہی زیادہ نقادی سے کام لیا اور محض اسی مواد کو اپنے طور پر اپنی تاریخ مین شامل کیا اور ایسی روایات کو جو قرین قیاس نہین تہین خارج کردیا۔ ابن خلدون نے البتہ درست اور فلسفوی طریق پر تاریخ لکھنے کی کوشش کی اور فن تاریخ کے متعلق

عالم اصول کو اوسنے نہایت خوبی سے اپنے طویل دیباچہ مین شامل کیا اور نفس کتاب مین محض واقعات تاریخی سے بحث کی ہی۔

اب ہم پہر اوس واقعہ اسکندریہ پر واپس آتے ہین۔ خلیفہ عمر کے حکم سے عمرو بن عاص کا کتب خانہ اسکندریہ کا جلانا ان پرانی تاریخون مین نہین ہی اور جہانتک مجھے یاد ہی یہہ واقعہ پہلے پہل عبد اللطیف کی تاریخ مین جو اس واقعہ سے پانسو برس بعد لکہا مذکور ہوا ہی۔ اسکے بعد اسکو مؤرخین عرب نے برابر تکرار کیا ہی[1] اور ابو الفرج نے سب سے زیادہ تفصیل سے لکہا ہی۔ عبد اللطیف کا بیان نہایت مختصر ہی (دیکہو ترجمہ ڈساسی کا صفحہ ۱۸۲) وہ اون آثار باقیہ کا ذکر کرتا ہی جو اوسنے اسکندریہ مین دیکہے اور جنکا اوسنے تہوڑا تہوڑا بیان دیا ہی۔ وہ الفاظ جو اوسنے کتب خانہ کے جلانے کے بارہ مین لکہے ہین یہہ ہین۔ "مین خیال[2] کرتا ہون کہ یہہ عمارت وہی مقام ہی جہان ارسطو اور اوسکے بعد اوسکے تلامذہ درس دیا کرتے تہے اور یہی وہ مدرسہ ہی جسکو سکندر نے شہر کی بنا ڈالتے وقت تعمیر کیا اور اسی عمارت مین وہ کتب خانہ تہا جسکو عمرو بن عاص نے خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا"۔

سب سے پہلے اس واقعہ کا ذکر عبد اللطیف نے کیا

یہہ بیان محض علی سبیل التذکرہ معلوم ہوتا ہی اور اس سے کوئی خاص غرض نہین پیدا ہوتی۔ یہ کسی خاص اصلی واقعہ کا یاد دلانا نہین ہی بلکہ ایک محض مشہور بات کا اعادہ

[1] مورخین عرب نے تکرار تو کیا اس واقعہ کا ذکر تک نہین کیا ہی ایک مقریزی پر مؤرخین عرب کا لفظ صادق نہین آسکتا ۱۲ شبلی [2] عبد اللطیف نے یرٰی کا لفظ لکہا ہی اوسکا ترجمہ تو یہ نہین ہوسکتا جو پروفیسر صاحب نے کیا ۱۲ شبلی

کردیناہی جسکو اوس زمانہ کے سیاحون نے بارہا لکھا ہی اور مِن قبیل اوسی قسم کے غیر معتبر اور خلاف عقل بیانات کے ہی جو زمانہ وسطی کے سیاحون مین بیت المقدس کے مقام کے بارہ مین مشہور تہی۔ عبداللطیف کوئی مورخ نہین ہی وہ محض ایک سیاح اور سفرنامہ لکہنے والا شخص ہی اور اوسکے سفرنامہ مصر مین جو کچہہ تاریخی بیانات کہین کہین آگئے ہین اونپر ہمکو زیادہ وثوق نہین کرنا چاہیے۔ علاوہ برین خود اوسکے بیان مین غلطیان ہین کیونکہ ارسطو کبہی اسکندریہ مین نہین آیا اور میوزیم کا بنانیوالا بہی سکندر نہ تہا بلکہ بطلمیوس لاگی نے اوسکی تعمیر کی تہی۔ عبداللطیف سے کہین زیادہ وقعت ابوالفرج کی تحریر کو ہی کیونکہ یہہ شخص فی الواقع عربون کے مقیاس کے مطابق ایک بہت بڑا اور زبردست مورخ ہی[۱]۔ علاوہ ایک بہت جید سُریانی دان ہونے کے اوسمین اور قسمونکی علمیت عقلمندی اور واقعات کے جانچنے اور انتخاب کرنیکی اعلی درجہ کی قابلیت ہی۔ اوسکی کتابین فلسفہ و تفسیر و مذہب و فقہ و صرف و نحو پر موجود ہین اور کل ان علوم مین اوسکی تصنیفات محض ایک سرسری واقفیت والے کی تصنیفات نہین ہین بلکہ ایک بہت ہی عالم اور محقق شخص کی۔

> عبداللطیف کا بیان تاریخی حیثیت سے نہین ہی۔

> Ptolemaeus II. agi

اب ہمکو چاہیے کہ **ابوالفرج** (یعنی **جارجیس بارہبرٹیکس**) کے حالات اور اوسکے سوانح اور زمانہ پر ذرا غور کرین۔ ابوالفرج ایک یہودی طبیب ہارون نامی کا بیٹا تہا اور شہر ملیطن مین ۱۲۲۶ء مین پیدا ہوا۔ اوسنے اپنی اوایل عمر ہی مین

---

[۱] ابوالفرج کی سریانی تاریخ تو ہمنے نہین دیکہی لیکن اوسکی عربی مختصر الدول ہمارے پیش نظر ہی جو محض معمولی درجہ کی تصنیف ہی ۱۲ شبلی

ابوالفرج کے مختصر حالات زندگی

ایک بہت مضبوط تعلیم یونانی - سریانی اور عربی زبانون مین پائی اور علاوہ انکے عیسائی علم کلام تاریخ اور علم طب مین بہی استعداد حاصل کی - خود اوسکا باپ ترک مذہب کر کے عیسائی ہوچکا تہا اسواسطے ابوالفرج نے اپنے سن شعور ہی سے عیسائی مذہب کی تعلیم پائی - تحصیل علوم کے بعد سفرون اور سیاحتون کے ذریعہ سے اونے اور بہی اپنے علوم کو ترقی دی - اور بہت کم سنی ہی مین اوسکے ہموطن اوسکی بے انتہا عزت کرنے لگے - چنانچہ اکیس سال کی عمر مین وہ مقام گوبا کا جو اوسکے مولد سے قریب تہا بشپ مقرر ہوا - تہوڑے ہی دنون کے بعد وہ طالب کا بشپ ہوگیا اور اسکے بعد ہی موصل کی قریب کی خانقاہ مین آیا اور وہان اوسنے مافریان کا درجہ پایا - یہ درجہ یعقوبیون کے گرجے کا دوسرا درجہ ہی اور اوسکے اوپر پیٹریارک ہی کا درجہ باقی رہ جاتا ہی - اس عہدہ مین ابوالفرج کی حکومت ایشیاے کوچک کے بہت بڑے حصہ پر مشتمل تہی - مافریان کا عہدہ کل مشرقی عہدون مین بہت معزز اور باوقعت سمجہا جاتا ہی اور اس خاص زمانہ مین تو ہلاکو کی چڑہائیونکی وجہ سے اوسکے متعلقہ خدمات کا انجام دینا بہی ایک نہایت مشکل امر تہا - کیونکہ ابوالفرج کو کئی مرتبہ نصرانیون کی طرف سے اونکے حقوق آزادی کے لیئے ہلاکو کے پاس سفارتاً جانیکی ضرورت پڑی تہی اور ان سفارتون مین اپنی خوش تدبیری اور لیاقت کی بدولت اوسنے ہمیشہ پوری کامیابی حاصل کی - کہا جاتا ہی کہ اوسکا طبیب ہونا ہی ان کامیابیون کا بہت بڑا باعث تہا - ہلاکو کو اوسپر بے انتہا اعتماد تہا اور اوسنے نہایت کشادہ پیشانی سے نصرانیون کی آزادی کا فرمان

لکھہ دیا۔ لیکن اصل یہہ ہی کہ ابوالفرج کی ذاتی وجاہت اوسکا علم اور علی الخصوص علم مجلس
اوسکی عزت اور توقیر کا باعث ہوا اور اوسکی وجہ سے مغلیہ عملداری کے نصرانیون کو بہی
عزت حاصل ہوئی۔ لیکن باوجود اسقدر علم و فضل کے جسنے اوسکو اپنے معاصرین مین
نہایت مشہور بنا رکھا تہا ابوالفرج کا بہی اپنے اوس زمانہ کے مہمل خیالات اور توہمات
کی زنجیرون مین جکڑا ہوا ہونا اوسکی صورت وفات سے ثابت ہی۔

کہا جاتا ہی کہ ابوالفرج فن نجوم مین نہایت راسخ الاعتقاد تہا۔ اوسکی پیدایش اوسکا
بستپ ہونا اور اوسکا مافریان ہونا یہہ سب واقعے عطارد اور زحل کے اقران کے وقت
وقوع مین آئے تہے اور اسواسطے اوسکا اعتقاد تہا کہ اوسکی وفات بہی انہین ستارونکے
اقتران کے وقت واقع ہوگی۔ کیونکہ ان ستارون کے اثر کو وہ اپنی زندگی کے لیے
خاص سمجہتا تہا۔ حسب اتفاق اس اقران سے کچہہ دنون پہلے ابوالفرج کو سخت بخار
آگیا۔ اوسنے علاج سے مطلقاً انکار کیا اور کہا کہ ان ستارون کا اقتران میری موت
کی خبر دیتا ہی اور فی الواقع وہ مر بہی گیا۔ سن وفات اوسکا ۱۲۸۶ء ہی۔

سب سے بڑی تاریخی تصنیف ابوالفرج کی اوسکی سریانی تاریخ کو سمجہنا چاہیئے۔ یہہ
ایک کتاب ہی جسکو اوسنے بہت سی سریانی۔ عربی۔ فارسی اور یونانی کتابون سے
نہایت تحقیق اور محنت کے ساتہہ لکہا ہی۔ اس بڑی کتاب کا جسمین دنیوی اور دینی
تاریخین دونون جمع ہین اوسنے اپنے اخیر وقت مین ایک خلاصہ عربی مین لکہا جسکا
نام تاریخ الدول ہی اور جسکو پوکوک نے ۱۶۶۳ء مین چہاپا۔ یہہ محض خلاصہ نہین ہی

یہ واقعہ ابوالفرج کی اصلی سریانی تاریخ مین نہین ہی۔

بلکہ اس مین بہت سی چیزین ایسی ہین جو اصل سُریانی مین نہین ہین - آیا یہہ مقامات مابعد کے الحاق ہین یا خود ابوالفرج نے انکو بڑہایا ہی؟ بخوبی نہین معلوم ہوتا کیونکہ اس خلاصہ کے کل نسخے ناکامل ہین - یہہ واقعہ اسکندریہ کے کتب خانہ جلانے کا بہی جو عربی مین موجود ہی اصل سُریانی مین نہین پایا جاتا -

اس واقعہ کے فقط عربی مین پایے جانے کی یہہ وجہ بیان کی گئی ہی کہ چونکہ عربی کو ابوالفرج نے خاص مسلمانون کی ضرورت سے لکہا تہا اسواسطے اوسنے عربی خلاصہ مین یہہ واقعہ بڑہا دیا کیونکہ اس واقعہ کا اثر مسلمانون پر بہت زیادہ پڑتا تہا - بہرحال اس واقعہ کا اصل سُریانی مین نہونا نہایت عجیب امر ہی اور اوس سے زیادہ تعجب خیز یہہ امر ہی کہ یہہ واقعہ یوٹیکیٹس اور المکین کی تاریخون مین نہین پایا جاتا یوٹیکیٹس دسوین صدی مین خاص اسکندریہ مین پٹریارک تہا (اوسکی وفات کا ۹۴۰ سنہ ہی) اور اوسنے اسکندریہ کی فتح کا حال نہایت تفصیل سے لکہا ہی - اسمین شک نہین کہ چونکہ وہ خاص موقع واقعہ پر تہا اسواسطے اوسنے جن ذرایع سے اپنی تاریخ لکہی تہی وہ یقیناً متعدد اور قابل اعتبار ذرایع ہونگے - وہ خود ایک عالم آدمی تہا اور اوسکی نظر مین اتنے بڑے کتب خانہ کا تلف ہوجانا جسمین یقیناً بہت سی کتابین نصرانیون کے کام کی بہی موجود تہین ایک نہایت اہم اور افسوسناک واقعہ تہا اور اوسکو کوئی امر مانع نہین تہا کہ وہ مسلمانون کے اس کتب خانہ کو جلانے کا واقعہ تفصیل کے ساتہہ لکہتا -

قدیم عیسائی موزخون نے اس واقعہ کو نہین لکھا -

المکین بہی (جسکا زمانہ تین سو سال بعد تہا) نصرانی تہا اور اوسنے اپنی تاریخ مصر

مین لکھی - اوسنے بہی نہایت تفصیل سے اسکندریہ کی فتح کے واقعہ کو لکھا ہی لیکن اوسنے بہی اس کتب خانہ کے جلانے کی بابت ایک لفظ تک نہین لکھا - یہ دونون قدیم اور مابعد کے مورخ مقام واقعہ سے بہ نسبت ابوالفرج کے قریب تر تہے - کیونکہ ابوالفرج نے اپنی کتاب ایشیا کے کوچک مین تصنیف کی اور قیاس بہی چاہتا ہی کہ اوسنے اپنے واقعات کو رومیون کی کتابون سے لیا ہی جنمین اسلام کی تاریخ بہت کچھہ رنگی ہوئی ہی - مورخین رومی نے اپنے کو بالکل اسلام کا مخالف دکھایا ہی اور وہ اسلام کو ایک نہایت عذاب کی نظر سے دیکھتے ہین - وہ سمجھتے ہین کہ اونکا فائدہ اسی مین ہی کہ وہ اسلام کو جسقدر ممکن ہو وحشی حالت مین دکھاوین اور یہہ بہت ہی قرین قیاس ہی کہ یہہ ساری کہانی کتب خانہ اسکندریہ کو جلانے کی انہین مورخین رومی کی ایجاد ہی - یہہ بہی ممکن ہی کہ ابوالفرج نے ایک اور واقعہ کو جو اوسکے بالکل مماثل ہی غلطی سے اسکندریہ کے بابت لکھہ دیا ہو - وہ واقعہ یہہ ہی کہ جسوقت سعد بن وقاص نے خلیفہ عمر کے وقت مین ایران کو فتح کیا ہی تو بہت سی فارسی کتابین اوسکے ہاتہہ لگین اور اوسنے خلیفہ سے دریافت کیا کہ یہ کتابین کیا کیجاوین اوسوقت خلیفہ نے یہہ جواب دیا کہ اونکو یا تو آگ مین ڈال دیا جاوے یا پانی مین -

ابوالفرج کے بیان کی مبالغہ آمیزی -

اگر ابوالفرج کے اس بیان پر ذرا غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اوسمین نہایت مبالغہ ہی - کہا جاتا ہی کہ چار ہزار حمام اس کتب خانہ کی کتابون سے چہہ مہینے تک گرم

ہوتے رہے - یہہ تو بالکل قطب الدین کے اوس بیان کے مقابل مین رکہنے کے
قابل ہی جو اوسنے ہلاکو کے وقت مین بغداد کے کتب خانہ کے نسبت لکہا ہی - ہلاکو
نے حکم دیا تہا کہ کتابین دجلہ مین ڈالدی جاوین اور اونکے ڈال دینے سے ایک پل
بنگیا جسپر سے سوار اور پیدل گذرتے رہے اور اون کتابون مین سے اسقدر روشنائی
دہلی کہ دجلہ کا پانی بالکل سیاہ ہوگیا -

نہ فقط ابو الفرج کے بیان مین مبالغہ ہی پایا جاتا ہی بلکہ اوسکا بیان اور دوسری
معتبر شہادتون کے خلاف بہی معلوم ہوتا ہی - مثلاً عمرو نے جو خط خلیفہ عمر کو فتح
اسکندریہ کے بارہ مین لکہا دیکہو (آرنلڈ کے منتخبات عربی صفحہ ۱۴۵ - اور ایوالڈ کی تحریر
جرمن اورینٹل سوسیٹی کی روداد جلد ۳ صفحہ ۳۴۹) اوس مین یہہ عبارت ہی - مین نے
شہر کو فتح کرلیا اوسکی موجودات کی مین تشریح نہین کرسکتا لیکن اتنے بیان پر اکتفا کرتا ہون
کہ اوس مین چار ہزار قصر ہین چار ہزار حمام چالیس ہزار خراجگذار یہودی چار سو شاہی
سیرگاہین اور بارہ ہزار باغ جنکی ترکاری بکتی ہی - اسی خط مین یہہ بہی ہی کہ عربون نے
شہر کو لوٹنا چاہا تہا لیکن عمرو نے اونکو اس سے باز رکہا اور خلیفہ سے ہدایت
طلب کی - خلیفہ نے بہی اس ارادہ کو ناپسند کیا - کتب خانہ کے جلانیکا حکم ہرگز اس
بیان کے ساتہہ مطابقت نہین رکہتا - عمرو نے اپنے خط مین بہت سے عجائبات
اور قیمتی چیزون کا جو اسکندریہ مین موجود تہین ذکر کیا ہی اور ایسا شخص جسکو خود ابو الفرج
نے علم دوست سپہ سالار کہا ہی اتنے بڑے ذخیرہ کتب سے بالکل سکوت کرے

عمرو بن العاص کے مفصل خط مین کتب خانہ کا ذکر نہین ہے

خیال مین نہین آتا۔

یہہ کہا جا سکتا ہی کہ عمروؔ نے کتب خانہ کا حال کسی دوسرے خط مین خلیفہ کو لکھا ہوگا۔ لیکن عمروؔ اسکندریہ مین بہت تھوڑے دنون رہا اور اس قلیل زمانہ مین اتنی مہلت نہ تھی کہ اوسکو اوس دوسرے (مفروض) خط کا جواب خلیفہ کے پاس سے ملتا۔

پس یہہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آیا عربون کے فتح اسکندریہ کے وقت وہان کتب خانہ موجود تہا یا نہین؟ یہی سوال **گبن** نے بہی کیا ہی اور اوسنے بہی ابوالفرج کے بیان کو نہایت خلاف قیاس دیکہا ہی۔

اب ہم مختصر سی کیفیت اس کتب خانہ کی بیان کرتے ہین۔ اس کتب خانہ کا بانی بطلمیوس* اول الملقب بہ لاگی جسنے ایک بہت بڑا گروہ علما کا اپنے گرد جمع کیا تہا اور اسکندریہ کو ایک بہت بڑا مرکز علوم بنا دیا تہا۔ لیکن اوسکے عہد سلطنت مین اس کتب خانہ کی محض بنا پڑی تہی اور اوسکے بیٹے بطلمیوس* ثانی فلاڈلفس نے جسکا زمانہ تیسری صدی قبل مسیح ہی اوسپر اضافہ کیا اور میوزیم کو بہی نئی رونق دی۔ اس زمانہ مین یہہ میوزیم شہرۂ آفاق اور مرجع و ماوی تمام مشہور علماے عالم کا ہو گیا تہا اور تمام اقصاے عالم سے طلّاب علم و فلسفہ وہان آتے تہے حقیقت مین یہہ اوس زمانہ مین مشہور ترین مدارس قدیم مین سے تہا اور اوس مین کل علوم و فنون کی تعلیم ہوتی تہی۔ اگرچہ اوسکے بعد کے زمانہ مین بہی کئی مشہور مدارس اور دارالعلوم ہوے ہین مثلاً دارالعلوم نسیبس* و ایڈیسیا* جو یونانی اور سریانی علوم کے واسطے مشہور مرکز گنے جاتے تہے لیکن اونمین سے کوئی بہی کیا بلحاظ وظائف

Plolemaeus ILc.

کتب خانۂ مبحوث عنہ کی تاریخ۔

Plolemaeus II Philadephus

* Nisibis * Ede

اور کیا بلحاظ شہرت اساتذہ اور نام آوری اسکندریہ کے مدرسے کو نہین پہونچتا ہی۔
کتب خانہ بہی ایک جزو اس مدرسہ کا تہا اور دونون کی ترقی روز افزون ہوتی گئی۔ ان
کتابونکی تعداد چار لاکہہ سے لیکر سات لاکہہ تک لکہی گئی ہی لیکن یہہ بیان مورخین متاخر کا
ہی اور انہون نے کوئی قابل اطمینان حوالہ اس تعداد کی نسبت نہین دیا ہی۔ علاوہ
اس کتب خانہ کے جو مدرسہ سے متعلق تہا اور بہی کئی کتب خانے اسکندریہ مین موجود تہے
مثلاً معبد سارپس Sarpis کا کتب خانہ جسکا نام سیرپیم تہا اور جسکی بابت ٹرٹلین
Turtullian کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ تیسری صدی مسیحی تک موجود تہا۔
اسکے سوا کتب خانہ سیباسٹیم Sebastium اور کئی چہوٹے کتبخانے بہی تہے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سات لاکہہ کی تعداد جو بیان کی گئی ہی وہ ان کل کتب خانون کی
مجموعی تعداد ہی۔

لیکن جہانتک خیال کیا جاسکتا ہی یہ شدومد اسکندریہ کے کتب خانہ کا سَو
برس سے زیادہ نہین رہا کیونکہ دوسری صدی قبل مسیح کے نصف دوم ہی مین
یورجٹس ثانی Euerjetes II کے زمانہ مین علما اور ذی کمال لوگ اسکندریہ سے نکال
دیے گئے تہے اور اسکی وجہ سے مدرسہ مین بہی جو بالکل کتب خانہ کا ایک جزو تہا
اور جسکی ساری عظمت ان علما سے تہی زوال آگیا تہا۔

خود یورجٹس ثانی Euerjetes II نے اپنی پہلی غلطیون پر متنبہ ہوکر اخیر مین
علم کیطرف توجہ کی اور صاحب تصنیف ہوگیا یعنی ایک کتاب علم حیوانات پر لکہی اور

ہومر Homer کی نظم کو جمع کیا۔ اوسنے علما کو واپس بلانیکی کوشش کی لیکن کوئی آنے پر راضی نہوا فقط ارسٹارک Aristarch جو ایک مشہور شخص اور اوستاد یورجیٹس کا تھا اسکندریہ مین باقی رہ گیا اور علمی اشغال مین مصروف رہا۔ یورجیٹس ثانی سے جولیس سیزر Julius Caesar تک جو سو برس کا زمانہ ہی تاریخون مین مطلق کوئی پتہ اس مدرسہ کا نہین پایا جاتا ہی۔ جیولیس سیزر کے زمانہ مین اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ ۴۸ سنہ قبل مسیح مین میوزیم مین آگ لگ گئی تھی اور بہت بڑا حصہ کتابون کا اس آگ سے تلف ہوگیا تھا۔ اسٹرابو Strabo نے جو اس واقعہ کے بیس برس بعد یعنی ۲۴ سنہ قبل مسیح مین اسکندریہ گیا ہی وہان کی کل چیزون کو نہایت تفصیل کے ساتھہ لکھا ہی لیکن اوسنے کتب خانہ کا ذکر تک نہین کیا ہی۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اون نقصانات کی جو آگ کے سبب سے کتب خانہ مین واقع ہوگئے تھے اوسوقت تک بخوبی تلافی نہین ہوئی تھی لیکن اس تلافی کا آگے چلکر ہوجانا اس سے ثابت ہی کہ سیوٹن Suetin اپنی کتاب سوانح ڈیاکلیشین Diocletian مین لکھتا ہی کہ اس بادشاہ نے اطالیہ کے کتب خانہ کی ضائع شدہ کتابونکی تجدید بذریعہ نقول کتب خانہ اسکندریہ سے کرلی تھی۔ رومی شاہنشاہون کے وقت مین سنین ترقی و سنین تنزل یکے بعد دیگرے آتے گئے۔ کاراکلا Carucella نے جو تباہی اسکندریہ پر ڈہائی تھی اوسکی تلافی الکزنڈر سیورس Severis نے کی اور مدرسہ کو از سر نو چمکایا اور سیوڈاس Suidas کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ سنہ ۳۹۰ع تک بہی میوزیم موجود تھا

لیکن سراپیم اور اوسکے کتب خانہ کا حال اسوقت تک تاریکی مین پڑا ہوا ہی — یہہ تو معلوم ہی کہ سراپیس کا معبد جس سے وہ کتب خانہ متعلق تہا سنہ ۳۸۹ع مین تہیوڈوسیس اعظم Theodosius the Great کے وقت مین ایک نصرانی گرجا بنا دیا گیا تہا — آیا اس تبدیل کے وقت تک وہ کتب خانہ وہان موجود تہا یا ضائع ہوگیا تہا — یا کتابین قسطنطنیہ کو منتقل ہوگئی تہین مطلق معلوم نہین ہوتا —

یہہ اخیر خیال یعنی کتابون کا قسطنطنیہ جانا زیادہ تر قرین قیاس ہی کیونکہ تہیوڈوسیس ثانی نے جو کتب خانہ پانچوین صدی مین قسطنطنیہ مین قائم کیا وہ زیادہ تر مصر اور ایشیاے کوچک کی کتابون سے بنا ہوا تہا —

جب کل واقعات متعلقہ تاریخ کتب خانۂ اسکندریہ پر غور کیا جاوے تو یہی نتیجہ نکلتا ہی کہ جس وقت عربون نے اسکندریہ کو فتح کیا ہی اوس وقت اس مشہور و معروف کتب خانہ کا جسکی شہرت اسقدر قدیم زمانہ مین تہی اور جسنے اوس زمانہ کی اشاعت علوم مین اسقدر مدد دی تہی کوئی حصہ باقی نہ تہا اور اگر تہا بہی تو بہت ہی تہوڑا حصہ تہا — اقوام اور امم کی ترقی مین وہ قوت جاذبہ جو ہر چیز کو مرکز کیطرف کہینچتی ہی اور ساری ترقیون کو کسی ایک مرکز پر جمع کر دیتی ہی اور قوم کے دور افتادہ اجزا کو بہت ہی ضعیف طور پر مرکز سے ملاتی ہی اور زوال قوم مین تعجیل پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا سبب بنجاتی ہی اس خاص موقع پر مصر و ایشیا مین بہی موجود تہی — یہہ نہایت قرین قیاس ہی کہ مصر کا دور سے دور کا حصہ بہی اس

مرکز علوم اس دارالسلطنت کو اپنا علمی خراج بھیجنے پر مجبور تھا۔ اور یہی سعی ان اقطار دور و دراز کی تھی جسنے اسلام کی حیرت انگیز اور عالمگیر فتوحات کو (جو ہر ایک خوانندہ تاریخ کے واسطے ایک پُر عبرت اور تعجب خیز واقعہ ہی) ممکن کردیا تھا۔ پیروان دین محمدی نے بلاشک بہت سی باقیات صالحات زمانہ قدیم کو نیست و نابود کردیا لیکن اس مین بھی شک نہین کہ میری راے مین یہہ الزام اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلانے کا ان پر لگانا بالکل جھوٹ اور افترا ہی

ترجمہ مضمون پروفیسر وائٹ جسکو

اونہون نے اپنی کتاب تاریخ مصر مین درج کیا ہی ٭

عربی مین ایک مثل ہی کہ الحدیث ذو شجون۔ ایک ایسی تصنیف مین جسکا موضوع تفریح طبع ہو جسقدر چاہین دور از مطلب مضامین کا ذکر کرسکتے ہین زیادہ سنجیدہ مضامین کی کتابون یا زیادہ باقاعدہ قسم کی تصنیفات مین سے بھی دور از مطلب مضامین کا بیان کرنا بالکلیہ خارج نہین کیا جاسکتا بشرطیکہ ایسے بیانات سے مصنف کی راے کی تشریح و تائید زیادہ ترعمدگی سے ہوسکتی ہو یعنی بشرطیکہ وہ اس پیچ در پیچ راہ سے پڑھنے والے کو مقصد اصلی و غایت تحقیق تک پہونچاوے کہ اوسکو خبر تک نہو۔

اسی قسم کے تاریخی سلسلہ بیانات ہین جو ابو الفرج ہمیشہ اپنی ایک تاریخ مین
جابجا بطور شاخ در شاخ مضامین کے بیان کیا کرتا ہی فیلو پونس نے جو ناکام
کوشش کتب خانۂ اسکندریہ کے بچانے کی کی تہی اور جسکا ذکر اس مصنف کے
سوا کسی نے نہین کیا اوسکا حال ہمکو صرف اسی ذریعہ سے معلوم ہوا ہی کہ اس
مصنف نے بعض واقعات کو ضمنی طور پر بیان کرنیکا طریق اختیار کیا تہا اس
عیسائی فلاسفر نے عمرو بن العاص سے جسکو (حضرت) عمر نے سپہ سالار فوج مقرر
کیا تہا جو درخواست کی تہی اوسکو اس عربی مورخ نے اسطرح تحریر کیا ہی[1]۔
مسٹر گبن لکھتا ہی کہ حضرت عمر کی کورانہ اطاعت کے ساتھہ تعمیل کی گئی۔ کاغذ
یا چمڑے کی کتابین چار ہزار حمامون مین تقسیم کی گئین اور وہ کتابین اسقدر ناقابل یقین کثرت
سے تہین کہ اس بیشبہا ایندہن کے جلانے کے لیے چھہ مہینے مشکل سے کافی
ہوے۔ جب سے ابو الفرج کی تاریخ زبان لاطینی مین دنیا مین شائع ہوئی ہی یہہ قصہ
بار بار منقول ہوا ہی۔ اور ہر مصنف نے زمانہ قدیم کی تصنیفات علوم و فنون کی بربادی
پر جسکی کبہی تلافی نہو گی نیکدلی سے غصہ و ماتم کیا ہی۔ لیکن میرا ذاتی میلان استحکام کے
ساتھہ اسطرف ہی کہ واقعہ مذکورۂ بالا اور اوسکے نتائج دونون سے انکار کیا جاوے
یہہ واقعہ حقیقت مین ایک اعجوبہ ہی۔ مورخ مذکور خود لکھتا ہی کہ فاسمع ما جرا
واعجب"۔

[1] اس عبارت کا بعینہٖ ترجمہ ہم اپنے مضمون مین نقل کر چکے ہین اس لیئے یہان اوسکا مکرر نقل کرنا
بیفایدہ تہا۔ ۱۲ شبلی نعمانی

پہر آگے چلکر مسٹر گبن اس فقرہ پر ایک حاشیہ چڑہا کر لکہتے ہین کہ یوٹیکس کی تاریخ اور الملسین کی تاریخ عرب مین اس قصہ کا پتہ لگانا عبث ہی۔ ابوالفدا و مرتدی (؟) و دیگر گروہ اہل اسلام کا سکوت چندان مفید قطعیت نہین ہی کیونکہ وہ عیسائیون کے لٹریچر سے جاہل تہے"۔

لیکن سب سے پہلے یہ دیکہنا ہی کہ آیا خود ابوالفرج کا بیان بہی مسٹر گبن نے صحیح صحیح نقل کیا ہی۔ یقیناً مورخ مذکور کے الفاظ سے یہہ نتیجہ نکالنا واجب ہی کہ یہہ کتابین شہر کے تمام چار ہزار حمامون مین جلانے کے لیئے تقسیم کی گئی تہین۔ یہہ کتابین خواہ کتنی ہی حمامون مین تقسیم ہوئی ہون ہر صورت مین ابوالفرج کی تحریر اور وہ معنی جو میری راے مین اوس سے مفہوم ہوتے ہین بجا ہین وہ یہہ نہین لکہتا کہ چہہ مہینے جلنے کے لیئے بمشکل ناکافی تہے۔ ایسا لکہنا اصل بیان کو غلط سمجہکر اوسپر غلط حاشیہ چڑہانا ہی۔ عربی مورخ ابوالفرج کوئی بیان اس قسم کا نہین کرتا وہ صرف یہہ واقعہ بیان کرتا ہی کہ نصف سال مین کل کتابین جل چکی تہین لیکن وہ اس امر کی تصریح نہین کرتا کہ کسقدر حمامون کے وزریعہ سے اون کتابونکی بربادی عمل مین آئی۔ اسلیئے کتابون کی ناقابل یقین کثرت تو یک لخت جاتی رہی۔ اس تمام عرصہ مین جبکہ یہہ زمانہ قدیم کی یادگار بیشبہا کتابین بتدریج جلتی تہین کوئی خیال افسوس یا پشیمانی کا فاتحون کے دل مین پیدا نہوا نہ کوئی اس قسم کی خواہش پیدا ہوئی کہ اس گرانمایہ کتب خانہ کی باقیماندہ خزانون کو اب بہی تباہی و بربادی سے بچا لیا جائے۔ اس صورت مین ابوالفرج کا یہہ کہنا

بجا ہی کہ "فاسمع واعجب" ان جنگلیون کے بیرحم غضب اور وحشیانہ جہالت کو سُنو اور تعجب کرو۔

ثانیاً اگر ہم مسٹر گبن کی یہہ بات تسلیم کرلین کہ اس عام واقعہ کی نسبت صرف ابو الفرج ہی کی شہادت ہی تو بہی اوسکی واقعیت کی نسبت مجھکو کوئی معقول شبہہ کرنیکی وجہ معلوم نہین ہوتی۔ بلکہ بطریق تنزل مین اس سے زیادہ تسلیم کرونگا۔ مین اسبات کو بہی مان لونگا کہ ابو الفرج نے سریانی تاریخ مین اس واقعہ کا بیان نہین کیا۔ حالانکہ جس زمانہ مین یہ واقعہ وقوع مین آیا اوس زمانہ کا اوسنے عام طور پر ذکر بہی کیا ہی۔

ان دونون عام تاریخون کی کیفیت جن مین سے ایک زبان عربی مین لکھی گئی ہی اور دوسری سُریانی مین بذریعہ دو کتابون کے جن کی حال مین اشاعت ہوئی ہی بخوبی بیان کی جاسکتی ہی۔

کچہہ عرصہ گذرا ایک کتاب شائع ہوئی تہی۔ بلحاظ اس امر کے کہ اوس کتاب مین واقعات کا نہایت سلیقہ سے انتخاب کیا ہی اور اونکو عمدگی سے ترتیب دی ہی اور اون واقعات کے ثبوت مین شواہد بیان کیئے ہین اور اس امر کی تحقیق مین کہ اونمین باہم ایک دوسرے کے ساتہہ کیا مناسبت ہی نہایت فراست ظاہر کی ہی اور تمام نتایج قواعد منطق کی سخت پابندی کے ساتہہ نکالے ہین اور اونکو دلیرانہ فصاحت سے بیان کیا ہی وہ کتاب نہ صرف اہل برطانیہ کی تعریف وشکریہ کی مستحق ہی بلکہ ہر شخص جو صداقت اور انصاف اور انسانیت کو دوست رکہتا ہی اوسکا شکریہ اور تعریف اوسپر واجب ہی

یہہ عالمانہ تصنیف تاریخ سیاست ملک برطانیہ کلان و فرانس ہی جو میرے فاضل دوست
مسٹر ہربرٹ مارشس نے جرمنی و انگریزی زبان مین لکھی ہی - انگریزی
ایڈیشن کی نسبت مصنف مذکور یون لکھتا ہی کہ اس کتاب کو جو اب اہل برطانیہ کے روبرو
پیش کی جاتی ہی ایک معنی مین ترجمہ کہہ سکتے ہین کیونکہ یہہ کتاب ابتداءً زبان جرمنی مین لکھی
گئی تھی - لیکن جبکہ مصنف نے خود اس کتاب کو لکھا ہی اسلیئے اسکو اصل کتاب
کہلانے کا بھی اوتنا ہی حق ہی - درحقیقت یہہ کتاب لفظی ترجمہ نہین ہی بلکہ اوسی ایک
مضمون کو دوسری زبان مین تحریر کیا ہی اور اونہی پہلی سندون سے اوسکا ثبوت دیا ہی
مختلف مقامات مین نئے امور بھی اضافہ کیئے گئے ہین اور اونکی ترتیب مین چند
تبدیلیان کی گئی ہین علاوہ ازین جرمن مصنفون کے حوالے اور بعض فقرات جو اس ملک
کے پڑہنے والون کے لیئے ناقابل فہم تو نہین مگر غیر دلچسپ تو ضرور ہوتے ترک
کردیے گئے ہین -

اس بیان سے کسی قدر اوس امر کی تشریح ضرور ہو جائیگی جو مین ابو الفرج کی دو
عام تاریخون کی نسبت جنمین سے ایک زبان سریانی مین ہی اور دوسری زبان عربی
مین کہنا چاہتا ہون - ان دونون تاریخون مین عام طور پر ایک ہی مضمون بیان کیا
گیا ہی لیکن جیسا مصنف نے اپنی دانست مین اوس قسم کے پڑہنے والون کے لیئے
جنکے لیئے اوسنے یہ کتاب لکھی کسی امر کو نہایت دلچسپ سمجھا اوسکے لحاظ سے کہین کہین
کچھہ امور اضافہ کیے گئے ہین اور کہین کہین فروگذاشت بھی ہوئی ہی - مثلاً متعدد واقعات

محاصرہ وفتح عکہ اور مختلف پیغامات جو رچرڈ شیر دل اور اوسکے فیاض حریف صلاح الدین
کے درمیان آئے گئے وہ شام کی تاریخ مین زیادہ تفصیل سے بیان کیے گئے
ہین — لیکن عربی تاریخ مین اونسے بالکل سکوت کیا گیا ہی — برخلاف اس کے
فلوپونس کا درخواست کرنا اور کتب خانہ اسکندریہ کا جلایا جانا عربی تاریخ مین بیان
کیا گیا ہی — اور تاریخ شام مین اوسکا ذکر ترک کیا گیا ہی — اس قسم کی مثالین بیشمار ہین
اور ہر ایک شخص اسکا خود فیصلہ کرسکتا ہی — کیونکہ دونون تاریخین اصلی زبان مین مع
لاطینی ترجمہ کے پبلک کے روبرو موجود ہین —

مجھے توقع ہی کہ اب آیندہ مسٹر گبن کا یہہ اعتراض کبھی نہ سنا جائیگا کہ جبکہ ایکطرف صرف
ایک اجنبی شخص کی تحریر ہی جسنے چھٹی صدی کے اخیر مین ملک میڈیا کے حدود مین
بیٹھکر کتاب لکھی اور دوسری طرف ایسے دو قدیم مورخون کا سکوت ہی جو دونون عیسائی
اور خاص مصر کے رہنے والے تھے اور انمین سے بطریق یوٹیکس نے جو زیادہ تر
قدیم ہی واقعات فتح اسکندریہ کو تفصیل سے بیان کیا ہی — اسلیئے اون دونون مورخون کا ہی
پلہ بھاری رہتا ہی — جب خود ابوالفرج نے اپنی شام کی عام تاریخ مین عمرو کی سوانح عمری
بیان کی اور فتح اسکندریہ کا ذکر کیا اور باوجود اسکے کتب خانے کے جلایے جانے کا
ذکر نہین کیا بلکہ فلوپونس کا نام تک نہین لیا تو دوسرے دو مورخ بھی ایسا ہی کیون
نہین کرسکتے تھے ؟ اس عالم مشرق کا جو علمی اور مذہبی پایہ ہی اور اوسکی سنجیدگی و تقدس
کی دو صفتون کی نسبت مسلمانون اور عیسائیون نے جو کچھہ متفق الرای ہوکر لکھا ہی

اوسکے لحاظ سے میری راے مین اگروہ اپنی شہادت مین تنہا بہی ہوتب بہی اوسکی شہادت مسٹر گبن کی حقیر خردہ گیری کی نسبت بہت زیادہ وزن رکہتی ہی۔

لیکن ہم مسٹر گبن کی منفیانہ دلیل کے مقابلہ مین دوعربی مورخون کی اثباتی شہادت پیش کرنے کی جرات کرینگے یہہ دونون مورخ ایسے مستند مصنف ہین کہ اونکے مستند ہونیکی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جاسکتا۔ اور وہ دونون مذہب اسلام کے نہایت سرگرم معتقد ہین میری مراد مقریزی اور عبد اللطیف سے ہی جو اس واقعہ یعنی کتب خانہ کے جلانے کا ذکر کرنے مین ہی متفق الرّاے نہین ہین بلکہ ہمکو ٹہیک ٹہیک اوس مقام کا نشان دیتے ہین جہان کتب خانہ مذکور قائم تہا۔ کیونکہ میناروں کا ذکر کرنے کے بعد جنکو عموماً پامپی کے مینار کہتے ہین اور بعض قدیم عمارت کے کہنڈرات کا اس ملک لکھکر وہ یہہ لکھتے ہین کہ اس مقام پر وہ کتب خانہ تہا جو عمرو بن العاص نے ترک خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا تہا اسلیئے مین یہہ نتیجہ نکالتا ہون کہ عمرو بن العاص کا کتب خانہ کو جلانا یا ٹہیک یون کہنا چاہیئے کہ برباد کرنا اور اوسکا اصل مقام ایسے طور پر محقق ہی کہ اوس مین کوئی نزاع نہین ہوسکتی۔

تمت

مسٹر سیمپا ۶۳۹۳۵